9/32

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳ر جنوری ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ حَسَنَۃٌ، وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ: الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰکِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص اللہ تعالٰے کی کتاب (قرآن حکیم) میں سے ایک حرف تلاوت کرے تو اس کو اس کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی - میں یہ نہیں کہتا، کہ "آلم" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے، ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ! حضرت ابن عباس رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ وہ شخص جس کے دل میں قرآن میں سے کچھ نہ ہو، وہ دل یا وہ شخص ویران گھر کی مانند ہے ــ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے، کہ (یہ) حدیث حسن صحیح ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ کَمَا تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا، فَاِنَّ مَنْزِلَتَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَۃٍ تَقْرَؤُھَا۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا (قیامت کے روز) قرآن پڑھنے والے شخص سے کہا جائے گا، کہ قرآن پڑھ اور جنت کے منازل میں چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا اس لئے کہ جنت میں تیرا مقام آخری آیت کے ختم پر ہوگا، جس کو تو پڑھ رہا ہے (ابو داؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَاھَدُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ! حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں، کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ قرآن کریم کی خبرگیری کرو (یعنی) اس کی تلاوت کرتے رہو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ سینے سے بہت جلد نکل جاتا ہے بہ نسبت نکل جانے اونٹ کے اپنی رسّی سے (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ کَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَلَّقَۃِ اِنْ عَاھَدَ عَلَیْھَا اَمْسَکَھَا وَاِنْ اَطْلَقَھَا ذَھَبَتْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ! حضرت ابن عمر رضؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حافظ قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے کہ اگر (مالک) اس کی خبرگیری رکھتا ہے تو بندھا رہتا ہے اور اگر اس کو چھوڑ دیتا ہے تو چلا جاتا ہے (اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْھَرُ بِہٖ" (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

مَعْنٰی "اَذِنَ اللّٰہُ"، اَیْ سَمِعَ وَھُوَ اِشَارَۃٌ اِلَی الرِّضَا وَالْقَبُوْلِ ؛

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالٰے کسی چیز کو سننے کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہوتا، جتنا اس خوش آواز نبی کے قرآن سننے کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے (بخاری ومسلم)

"اذن اللہ" کے معنی سننے کی طرف متوجہ ہونا اور یہ اشارہ ہے خوشنودی اور قبولیت کی طرف

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاؤُدَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ: لَوْ رَاَیْتَنِیْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِکَ الْبَارِحَۃَ

ترجمہ! حضرت موسیٰ اشعری رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر (سروں) میں سے ایک مزمار (سُر) عطا کی گئی ہے (کیونکہ حضرت ابوموسیٰ کی آواز نہایت سریلی تھی اس لئے آپ نے انہیں یہ فرمایا (بخاری ومسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ رضؓ سے فرمایا تھا، کہ اگر تم مجھے رات اپنی قرات قرآن سنتے دیکھ لیتے تو بڑے خوش ہوتے

خُدّامُ الدّین

فون ۶۷۵۴۵

ایڈیٹر مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے

ششماہی چندہ ۶ روپے

جلد ۹ | ۳ جنوری سنہ ۶۴ء ۱۷ شعبان المعظم سنہ ۸۳ھ | شمارہ ۳۲

جزیرۂ قبرص میں تُرکوں کا قتلِ عام

قبرص میں یونانی اکثریت کے ہاتھوں ترک مسلمانوں پر مظالم نے نہایت خطرناک صورت اختیار کرلی ہے اور ترک مسلمان اقلیت میں ہونے کے باعث بے دردی سے قتل کئے جا رہے ہیں - ایک چھوٹے سے جزیرہ میں تین سو مسلمان مرد، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کی ہلاکت قتل عام سے کم نہیں ہے - اگر یہ سلسلہ طول پکڑ گیا اور یونانی عیسائیوں نے اپنی درندگی اور بہیمیت کا مزید مظاہرہ کیا تو اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قبرص میں ترک نسل ختم ہو جائے یا وہ اپنے گھر بار چھوڑ کر ترکی کی راہ لینے پر مجبور ہو جائیں — چنانچہ موجودہ حالات میں قبرص میں مسلمانوں کی زندگی اس قدر غیر محفوظ ہو گئی ہے - کہ وہاں کے نائب صدر ڈاکٹر فاضل کو چک تک کو اپنی جان بچانا مشکل ہو گیا ہے اور وہ باوجود حکومت کا رکن ہونے کے خطرہ سے باہر نہیں ہیں - درندگی کی حد یہ ہے کہ اس قتل عام کی پشت پر صدر میکاریوس کا ہاتھ ہے اور یونانی فوج کے دستے باقاعدہ طور پر ترکوں کے خلاف لڑ رہے ہیں — ظاہر ہے ان حالات میں ترکی حکومت کا لازمی فرض تھا کہ وہ قبرص میں بسنے والے ترک باشندوں کے جان و مال اور مفاد کی حفاظت کرے اس نے اپنا یہ فرض پورا کیا اور قبرص کے معاملہ میں مداخلت کر کے صحیح قدم اٹھایا ہے - ترکیہ کے صدر جمال گرسل نے اس صورت حال کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے اور برطانیہ، امریکہ، فرانس اور مغربی جرمنی کے سربراہوں کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ یونانی دہشت پسند ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کشت و خون میں مصروف ہیں اور اس کا فوری طور پر سدباب نہ ہوا تو علاقے کا امن و امان سخت خطرے میں پڑ جائے گا — انہوں نے آرک بشپ میکاریوس کو بھی اس قتل و غارتگری کا ذمہ دار ٹھہرایا اور کہا ہے کہ وہ اپنے وعدہ سے پھر گئے ہیں جو انہوں نے جزیرہ کی آزادی کے وقت کیا تھا - اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی فوجیں بھی میدان جنگ کی طرف دھکیل دیں جس سے خانہ جنگی کسی قدر سرد پڑ گئی — اگر وہ صرف احتجاج پر قناعت کرتے اور خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتے رہتے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ قبرص میں عیسائیوں کا تشدد کا حربہ کارگر ثابت ہو جاتا اور وہ جبر سے اپنے تمام غلط اور نامناسب مطالبات منوا لینے میں کامیاب ہو جاتے - دوسری طرف ترکی میں اس کا ردعمل ہوتا، یونانی اقلیت جان و مال سے ہاتھ دھو بیٹھتی ترکی اور یونان کے تعلقات خراب ہوتے اور بالآخر سارے مغربی یورپ کی فضا مکدر ہو جاتی - غرض ترک حکومت کی بروقت مداخلت کا یہ فائدہ ہو گیا کہ خانہ جنگی سرد پڑ گئی اور مصالحت کے لئے فضا آہستہ آہستہ صاف ہو رہی ہے -

اصل میں اس تمام کشت و خون کا باعث یونانیوں کی خود غرضانہ ذہنیت اور ..... آئین کا مابہ النزاع ہونا ہے - یونانی عیسائیوں کو ترک اقلیت کے خصوصی حقوق و مراعات پسند نہیں اور وہ انہیں ختم کرنے کے درپے ہیں لیکن یہ حقوق و مراعات چونکہ آئین کا جزو ہیں اس لئے مسلم اقلیت ان سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں اور ان کا ایسا کرنا آئین و انصاف پر مبنی اور اخلاقی حدود و ضوابط کے عین مطابق ہے — اس کے برعکس یونانی عیسائیوں کا طرز عمل بین الاقوامی معاہدوں کو ٹھکرانے کے مترادف اور آئین و اخلاق اور انصاف کے ضابطوں کی صریح خلاف ورزی ہے - اگر ترکی، یونان اور برطانیہ معاہدوں میں شریک نہ ہوتے تو جمہوریہ قبرص کبھی وجود میں نہ آتی — ترکی و یونان آپس میں لڑتے رہتے اور برطانیہ یا کوئی دوسری .. قوت اس جزیرہ پر حکومت کرتی - لیکن اب جب کہ جمہوریہ قائم ہو چکی ہے یونانی عیسائی اپنی اکثریت کے بل بوتے پر اس آئین کی بنیاد ہی سرے سے ڈھا دینا چاہتے ہیں اور یہ ان کا انتہائی غیر منصفانہ، غیر اخلاقی اور ناعاقبت اندیشانہ فعل ہے - جس کی کوئی انصاف دوست اور اصول پرست ملک تائید نہیں کر سکتا - ہمارے نزدیک تمام مہذب ممالک اور بالخصوص عالم اسلام کو یونانیوں کے اس ظالمانہ رویہ کی سختی سے مذمت کرنی چاہیئے اور یونان کے خلاف ترکوں کی پوری امداد کرنی چاہیئے — عدل و انصاف، جذبۂ اخوت و ہمدردی اور جواہر انسانیت تمام اقوام عالم اور بالخصوص مسلم ممالک سے یہی تقاضہ کرتے ہیں —

مجلسِ ذکر جمعرات ۲۶ دسمبر ۱۹۶۳ء ۹ شعبان ۱۳۸۳ھ

پژمردہ روحوں کو مزکّٰی کرنے کا مہینہ آرہا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی۔اے واہ کینٹ (حال وارد لاہور)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امابعد

محترم حضرات! ارشاد باری تعالیٰ ہے

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ۔

(پ۴ سورۂ آلِ عمران رکوع ۲ آیت ۱۱۰)

ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔

مسلمانوں کی پہچان یہ ہونی چاہئے۔ کہ وہ نیکی کے مُناد ہوں، امر بالمعروف کریں۔ اور نہی عن المنکر اُن کا لائحہ عمل ہو۔ طاغوتی طاقتوں سے ٹکرانا۔ اور دینِ حق کی سربلندی کے لئے ہر طرح کے مصائب سے دوچار ہونا اُن کا نصب العین ہو۔ ضرورت کے مطابق تشدّد اور سختی بھی روا ہے۔ استاد اگر اپنے شاگرد پر ظاہری طور پر سختی کرتا ہے۔ تو یہ سختی باپ کی شفقت سے کہیں بہتر ہے۔

ع۔ جورِ استاد بہ ز مہرِ پدر

بعینہٖ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اولاد پر بھی سختی جائز ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا

(پ۲۸ سورہ التحریم رکوع ۱۹ آیت ۶)

ترجمہ۔ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

نیکی کے لئے تادیب جائز ہے۔ ڈاکٹر مریض سے جو سلوک کرتا ہے بظاہر وہ ظلم نظر آتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ مریض کے حق میں بھلائی ہوتی ہے۔ یہ ظلم نہیں ابر رحمت ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ۔

(پ۲۸ سورہ صف رکوع ۹ آیت ۸)

ترجمہ۔ وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے۔

یہ مسلمان کا نصب العین، دستور حیات اور نظریۂ زندگی ہے۔ مسلمان کا ماضی تابدار مگر حال تاریک ہے۔ اپنی کمزوریوں کو دور کرنا چاہیئے۔ پژمردہ روحوں کو مزکّٰی کرنے کا مہینہ قریب آرہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۚ

(پ۱۱ سورہ یونس رکوع ۱۱ آیت ۶۲)

ترجمہ۔ خبردار بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ اُن پر ڈر ہے۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

روح کی بالیدگی، سرسبزی وشادابی کا زمانہ یعنی رمضان مبارک آیا چاہتا ہے۔ ایک آدھ جمعرات کے بعد یہ مبارک مہینہ آپ حضرات کے دیس میں آرہا ہے۔ اگر آپ اپنے دیس میں اس کی خدمت کریں گے تو جب آپ اس کے دیس میں جائیں گے یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ عذاب سے بچاؤ کے لئے شفاعت کرے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اَلشَّعۡبَانُ شَهۡرِىۡ وَالرَّمَضَانُ شَهۡرُ اللّٰهِ۔ آپؐ نے فرمایا شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ اللہ تبارکؐ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَلصَّوۡمُ لِىۡ وَاَنَا اَجۡزِىۡ بِهٖ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ ہوں مسجدِ نبوی اور حرم کعبہ کی نمازِ با جماعت کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ لیکن روزہ کی جزاء خود اللہ جلّ شانہٗ ہیں۔ روزہ اللہ کی ذات پر بن دیکھے ایمان کا ثبوت پیش کرتا ہے۔

روزہ صرف بھوکے پیاسے رہنے کا نام نہیں بلکہ ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان سب کا روزہ ہونا چاہئے سب کے تقاضے روزہ پورا کرے یعنی نہ کوئی قدم خلاف شریعت اُٹھنے پائے نہ زبان خلافِ اسلام کُھلنے پائے نہ کان ہی اسلام کیخلاف کوئی بات سننے پائیں نہ زبان ہی کسی کی غیبت کرنے پائے۔ غرض یہ کہ روزے کے جو شرعی تقاضے ہیں۔ اُنہیں پوری طرح بجالانا ہی رمضان کا حق ادا کرنا ہے۔ اپنے آپ کو اللہ کی حدود کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ ہر ایک کا حق ادا کریں۔ اِعۡطَاءُ كُلِّ ذِىۡ حَقٍّ حَقَّهٗ۔ روزے سے کئی حجاب دُور ہوتے ہیں۔ مثلاً حجاب طبع، حجاب رسم، حجاب سوئے معرفت وغیرہ۔

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جن مسجدوں میں نمازی نماز کے اندر اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ کہتے ہیں۔ وہیں اس قسم کے وظائف بھی پڑھے جاتے ہیں:۔ ؎

امداد کن امداد کن۔ از بندِ غم آزاد کن
در دین دنیا شاد کن۔ یا شیخ عبدالقادرا

ہمارا روحانی سلسلہ حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی سے ہے۔ اور ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کی شفاعت پر بھی یقین ہے۔ لیکن ہم ان کو خدائی کے اختیارات نہیں دیتے اللہ کو اللہ مانو رسولؐ کو رسولؐ اور ولی کو ولی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اولیاء اللہ کی توہین کر کے جہنم میں کیوں جاؤں؟ اُن کو اللہ تعالیٰ نے کشف کی دولت سے مالامال کیا تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ لاہور کے شاہی قلعہ میں حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہیں اور اللہ کے فضل سے میری آنکھوں میں تمام نقشہ صاف طور پر ہے۔ انوار نظر آتے ہیں۔ اور میں بفضل تعالیٰ جگہ کا بھی تعین کر سکتا ہوں کہ کہاں آپؒ کے پاؤں مبارک ہیں۔ اور کہاں سر مبارک ہے۔ عوام کو نہ سہی خواص ہی کو بتا دوں مگر ڈرتا ہوں کہ لوگ آنؒ کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ ہم نے اپنے ایک نیک بندے کو جاہل لوگوں سے مخفی رکھا اور اُن کی قبر کو سجدہ گاہ بننے سے بچایا ہوا تھا تم نے کیوں لوگوں کو بتا دیا؟ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور اولیائے کرام کی شفاعت پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔ مگر اُن کو خدا نہیں بنا سکتے

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے بچوں کو دین سکھایا۔ روزی رساں خدا ہے۔ مجھے معلوم نہیں میرا رزق کہاں سے آئے گا، کتنا آئے گا، کب آئے گا، تھوڑا تھوڑا آئے گا یا یکبارگی آئیگا خدا کے فضل سے اُن کو کافی رزق ملا اور بار بار زیارتِ حرمین الشریفین کی توفیق بھی میسر آئی۔ کئی مساجد بنوائیں اور دیگر امورِ خیر پر اللہ کا دیا ہوا مال صرف کرتے رہے۔ توکل کا یہ مفہوم نہیں ہے

لگے دَم مٹے غم۔ کمائے دنیا کھائیں گے ہم

توکّل بڑی اونچی چیز ہے۔ یہ اللہ والوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔

جس طرح لوگ کہتے ہیں سردی کا موسم کھانے پینے اور صحت بنانے کا موسم ہے۔ تنومند ہونے کا زمانہ ہے اسی طرح رمضان المبارک بھی صحت روحانی بنانے کا زمانہ ہے۔ فاسد مادّوں کو چھانٹے کا زمانہ ہے۔ اس کی یاددہانی ضروری ہے اسکے استقبال کی تیاری کیجئے۔ آپ کو اپنے اوقات کار اور دیگر اُمور کی انجام دہی میں ردّ و بدل کرنا

باقی ص ۱۵

خطبہ جمعہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ بمطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

سچے مومنوں کی سات صفات
سلوک ایمانی کی سات منزلیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ط وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ط وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پ۱۱ س توبہ ۔آیت (۱۱۱، ۱۱۲)

ترجمہ! بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے ۔اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کئے بھی جاتے ہیں ۔ یہ توریت اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اُسے ضروری ہے ۔اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے سو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے ۔اس سے خوش رہو اور یہ بڑی کامیابی ہے ، توبہ کرنے والے ،عبادت کرنے والے ،شکر کرنے والے ، بے تعلق رہنے والے یا روزہ رکھنے والے ، رکوع کرنے والے ،سجدہ کرنے والے ، اچھے کاموں کا حکم کرنے والے ،بُری باتوں سے روکنے والے ،اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے اور ایسے مومنوں کو خوشخبری سُنا دے ۔

بزرگانِ محترم!

مذکورہ بالا دونوں آیات دین اسلام کا خلاصہ ہیں ۔ ان دو آیتوں میں دین حنیف کی حقیقت پوری طرح واضح کر دی گئی ہے ۔ دین دار جس طرح اس دنیا میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں ، سلوک ایمانی کی جس قدر منزلیں ہیں یا نفس انسانی کے تزکیۂ و ترقی کے جو مدارج ہیں ان کا پورا خاکہ کھینچ کر سامنے رکھ دیا گیا ہے پہلے حب ایمانی کی حقیقت واضح کی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے تو ان کا معاملہ یوں سمجھو کہ انہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالا ، جان بھی اور مال و متاع بھی ،اب ان کی کوئی چیز ان کی نہیں رہی اللہ اور اس کی سچائی کی ہو گئی ۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے اس کے معاوضہ میں انہیں نعیم ابدی یعنی جنت کی کامرانیاں عطا ہوں گی اور یہ انسان کی بڑی سے بڑی فیروزمندی ہے ۔

پس اے ایمان والو! جان لو کہ یہ اللہ کا پختہ وعدہ ہے جو تورات انجیل اور قرآن میں موجود ہے ۔ اللہ سے زیادہ قول کا سچا کوئی نہیں اس لئے تم خوش ہو جاؤ کہ تم نے اس سے سودا کر لیا اور جان و مال اس کے ہاتھ بیچ کر جنت خرید کی ۔ دیکھو! یہ اتنی بڑی کامیابی ہے کہ اس کے مقابلے میں ساری عارضی کامیابیاں ہیچ ہیں ۔

سچے مومنوں کی صفات

محترم حضرات! یہ بات واضح کر دینے کے بعد کہ ایمان لانے والا اللہ کے ہاتھ اپنی جان و مال بیچ دیتا ہے اور اللہ اس کو خرید لیتا ہے اور اس کی قیمت میں اسے جنت عطا کرتا ہے اور پھر اللہ مومن کی جان و مال خرید کر انہیں اسی کے پاس چھوڑ دیتا ہے اس شرط پر کہ جب ان کے خرچ کرنے کو کہا جائے گا تو وہ انہیں بے دریغ حکم کے مطابق خرچ کرے گا اور مرنے جینے مفلس ہونے کی پرواہ نہ کرے گا حق تعالیٰ جلشانہٗ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو یہ سودا میرے ساتھ سچے دل سے کر لیتے اور سچے مومنوں کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں ان میں مندرجہ ذیل صفات پیدا ہو جاتی ہیں ۔

(۱) التائبون :۔ اپنی توبہ میں سچے اور پکے ہوتے ہیں ۔اور جب بھی ان سے کوئی قصور ہو جائے اپنی غفلتوں اور لغزشوں پر نادم ہو کر اپنے رب سے ان کی معافی چاہتے اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں

(۲) العابدون :۔ اللہ کی بندگی میں مشغول اور سرگرم رہتے ہیں ۔ان کی ساری بندگیاں اور نیازمندیاں فقط اللہ جل شانہٗ کی ذات کے لئے ہوتی ہیں ،اخلاص اور خضوع و خشوع ان کا طرۂ امتیاز ہوتا ہے اور ان کی زندگی کے ہر گوشے میں عبدیت کی شان جلوہ گر رہتی ہے ۔

۳ الحامدون :۔ حق تعالےٰ شانہٗ کی حمد و ستائش اور شکر زبان سے اور وضع قطع سے ادا کرتے رہتے ہیں ان کی زبان سے بھی اللہ جل شانہٗ کی حمد و ثنا کے ترانے نکلتے ہیں اور ان کا فکر بھی اسی کی معرفت کے گن گاتا رہتا ہے ۔

۴ ۔ السائحون :۔ دنیا میں اپنے آپ کو سیاح اور مسافر سمجھتے ہیں اور انہی کی طرح دنیوی چیزوں سے حسب ضرورت فائدہ اٹھاتے ہیں ۔مگر درحقیقت ان سے بے تعلق رہتے ہیں ۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ زمین میں عبرت و نظر کے لئے گردش کرتے رہتے ہیں ،علم کی طلب میں دور و نزدیک کی مسافت طے کرتے ہیں ، راہِ حق میں جد و جہد کرتے ہوئے ایک گوشے سے دوسرے گوشے کا رخ کرتے ہیں اور حج و عمرہ کے لئے خشکی اور تری کا سفر کرتے ہیں ۔

۵ ۔۔ الراکعون الساجدون :۔ عاجزی کے ساتھ اللہ کے سامنے سر جھکاتے اور زمین پر اپنی پیشانیاں رگڑتے ہیں ، رکوع و سجود سے کبھی نہیں تھکتے اور رکوع و سجود کی یہ حالت ان کے جسم پر بھی طاری ہوتی ہے ،قلب پر بھی طاری ہوتی ہے اور زبان پر بھی طاری ہوتی ہے ۔

۶ ۔ الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر :۔ نیک کاموں کا حکم کرتے اور بُرے کاموں سے روکتے رہتے ہیں ۔ محض اپنے نفس کی اصلاح پر قناعت نہیں کرتے بلکہ دوسروں کی بھی اصلاح اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں اور اس طرح حق و عدالت کے نشر و قیام کا فریضہ انجام دیتے ہیں ۔

۷ ۔ الحافظون لحدود اللہ ۔ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے کسی بات میں یا کسی کام میں باہر نہیں نکلتے ۔ واجبات و حقوق خواہ افراد کی زندگی سے تعلق رکھتے ہوں خواہ جماعت سے سب ادا کرتے ہیں جامع الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ شریعت ان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے ۔

سلوک ایمانی کی سات منزلیں

برادران اسلام! مذکورہ بالا سات صفات اصل میں سلوکِ ایمانی کی سات منزلیں ہیں جو ٹھیک اسی طرح ترتیب سے ایک سچے مومن کو راہِ سلوک میں

پیش آتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص راستی وہدایت کی راہ میں قدم اٹھائے گا تو قدرتی طور پر پہلا مقام توبہ وانابت ہی کا ہوگا یعنی پچھلی غفلتوں اور گمراہیوں سے خواہ..... وہ کفر ونفاق کی ہوں یا معاصی وزلات کی باز آئے گا۔ آئندہ کے لئے ان سے بچنے کا عہد کرے گا اور اپنے سارے دل اور ساری روح کے ساتھ اللہ جلشانہٗ کی طرف رجوع ہو جائیگا یہی توبہ کی حقیقت ہے، اسی سے انسان مقامِ بندگی پر پہنچتا ہے اور اسی کی بدولت اُسے نیکیوں کی توفیق ہوتی ہے۔ قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے:۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۔

(پ ۱۹ س فرقان آخری رکوع ۶)

ترجمہ: مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے سو اللہ انہیں برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، مقصد یہ ہے کہ جو شخص شرک ومعاصی سے توبہ کرے اور توبہ قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ ایمان بھی لے آئے اور نیک کام کرتا رہے یعنی ضروری طاعات کو بجالائے تو حق تعالٰے ایسے لوگوں کے گناہوں کو محو کرکے ان کی جگہ آئندہ نیکیاں عنایت فرما دے گا۔ اور یہ محو سیئات (گناہوں کا محو ہونا) اور ثبت حسنات (نیکیوں کا ان کی جگہ لینا)، اس لئے ہوا کہ اللہ تعالٰے غفور ہے۔ اس لئے سیئات کو محو کر دیا، اور رحیم ہے اس لئے حسنات کو ثبت فرمایا۔ یہ تو کفر سے تائب ہونے والوں کا بیان تھا۔ آگے معصیت سے تائب ہونے والے مومنوں کا ذکر ہے تاکہ مضمون توبہ کا پورا ہو جائے۔ نیز ان باخبر بندوں کی تعریف کا تتمہ ہے کہ یہ بندے جو ہم سے باخبر ہیں۔ طاعات میں لگے رہتے ہیں اور سیئات سے مجتنب رہتے ہیں لیکن اگر احیاناً معصیت کا صدور ہو جائے تو توبہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے تائبین کا حال ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس معصیت سے توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے۔ یعنی آئندہ معصیت سے بچتا ہے تو وہ بھی عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ وہ اللہ تعالٰے کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے یعنی خوف واخلاص کے ساتھ کہ یہی شرط توبہ ہے

(ماخوذ از بیان القرآن)

توبہ کی اصلی روح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے التوبة هي الندامة توبہ ندامت کا نام ہے چنانچہ توبہ کی حقیقت یا اصلی روح ندامتِ قلب دل کا شرمندہ ہونا، اپنے قصور پر پشیمان ہونا اور آئندہ کے لئے معاصی سے بچنے اور نیکی کے کام کرنے کا پکا ارادہ ہے۔ اور یہ توبہ کرنا اور اپنی خطا پر نادم ہونا اللہ جلشانہٗ کو اس قدر محبوب ومرغوب ہے کہ اس کا اندازہ کچھ اصحابِ حال ہی کر سکتے ہیں۔

حکایت

حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک شخص کا واقعہ نقل کیا ہے..... وہ جماعت کے بہت پابند تھے۔ اتفاق سے ان کی جماعت فوت ہوگئی۔ وہ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ کر نکل رہے ہیں۔ انہوں نے حیرت زدہ ہوکر دریافت کیا کہ آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ دوسرے حضرات نے جواب دیا کہ نماز ہو چکی ہم نماز سے فارغ ہوکر اپنے اپنے مکانوں کو جا رہے ہیں۔ اس بندۂ خدا نے پھر دریافت کیا کہ کیا جماعت ہوگئی؟۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں بھائی! امام نے سلام پھیر دیا اور جماعت ہو چکی۔ یہ سن کر اُسے اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کے منہ سے ایک آہ نکل گئی اور یہ آہ ایسی دلسوز تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس بندۂ خدا کا کلیجہ جل گیا ہے ان کے پشیمان ہونے، درد اور ندامتِ قلب سے آہ کھینچنے کو عارف رومی نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

گفت آہ و درد ازاں آمد بروں
آہِ رومی داد از دل بوئے خوں!

اس مخلص نے ترک جماعت کے غم سے ایک آہ کھینچی اور وہ آہ اس قدر دردناک اور سوزِ غم وندامت میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اُس سے خونِ دل کی بو صاف سونگھی جا سکتی تھی۔

جو لوگ نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تھے ان میں سے ایک بڑے صاحب کشف اور صاحب باطن بزرگ تھے انہوں نے اس دردناک اور سوزِ غم وندامت میں ڈوبی ہوئی آہ کے انوار عرش تک جاتے ہوئے دیکھے۔ فوراً آہ کھینچنے والے کے پاس گئے اور اسے علیحدہ لے جاکر کہا۔ آپ جماعت کی نماز کا ثواب چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا "ہاں۔ میں جماعت کا ثواب چاہتا ہوں" اس بزرگ نے کہا "جماعت کا ثواب میں تم کو اپنا دے دیتا ہوں بشرطیکہ تم مجھے یہ آہ دے دو" یہ صاحب آہ راضی ہو گئے۔ آہ دے آئے اور جماعت کا ثواب اس سے لے کر چلے آئے رات کو خواب میں دیکھا کوئی شخص دریافت کرتا ہے۔ "اے خدا کے بندے آج کیا فروخت کر آیا؟" اس نے کہا "ایک آہ منہ سے نکلی تھی وہ فروخت کر آیا" اس دریافت کرنے والے نے کہا کہ وہ آہ تو اتنی قیمتی تھی کہ اگر قیامت کے دن اہل محشر پر تقسیم کردی جاتی تو تمام اہل محشر کی نجات کے لئے وہ آہ کافی ہوتی ؎

حرمت ایں اختیار وایں دخول
شد نمازِ جملۂ خلقاں قبول

اس اختیار اور اس دخول یعنی اس فعل کی حرمت سے جملہ خلائق کی نماز قبول ہوگئی اسی کو عارف رومی نے ایک اور جگہ اس طرح فرمایا ہے ؎

ما بروں رانگریم و قال را
ما دروں را بنگریم و حال را

نالۂ مومن ہمی داریم دوست
گو تضرع کن کہ ایں اعزاز اوست

ہم ظاہر اور قال کو نہیں دیکھتے بلکہ حال کو اور باطن کو دیکھتے ہیں۔ ہمیں مومن کے نالے بہت ہی عزیز ہیں کہہ دو! کہ وہ گریہ وزاری میں مشغول رہے کیونکہ اس کا اعزاز اسی میں ہے۔

محترم حضرات! گناہ کے بعد توبہ کرنا اور اپنی ندامت کا اظہار کرنا یہ ایسی قیمتی اور مزے دار چیز ہے کہ اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

پہلی منزل۔ توبہ وانابت

بہرحال توبہ سلوکِ ایمانی کی پہلی منزل ہے .....اور خداوندِ قدوس نے صفتِ توبہ کو اس لئے مقدم فرمایا ہے کہ یہی وہ بابِ رحمت ہے۔ جس کے ذریعے وہ تمام درجات اور اوصاف جو آگے بیان ہوئے حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ غلامی اور بندگی کا اول زینہ توبہ ہے توبہ ہی کی برکت سے حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین عابدون، حامدون، سائحون، راکعون ساجدون ہوکر تاجِ خلافت کے لائق ہوئے۔ خلافت علیٰ منہاج النبوت کی باگ ان کے ہاتھ میں دے دی گئی اور وہ حدود الٰہیہ کے پاسبان مقرر کئے گئے۔ غرض توبہ ہی وہ پہلی منزل اور دروازہ ہے جو بھٹکے ہوئے راہی یا گم شدہ غلام کو اپنے مالکِ حقیقی کے پاس پہنچا دیتا ہے

لہٰذا اے برادرانِ عزیز!

یاد رکھئے۔ توبہ کا دروازہ امت کے لئے رحمت کا دروازہ ہے جس کے لئے توبہ کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے جنت کا دروازہ کھل گیا اور

باقی بر صہ ۱۷



نوٹ:- مندرجہ ذیل میری نظم مسمّی بہ قصیدہ طوبیٰ بہت سے علماء نے بیحد پسند کی اس میں اللہ تعالیٰ کے ۱۴۶ سے سے زائد اسماء حسنیٰ جمع کئے گئے ہیں۔ مجھے امید کامل ہے کہ اس کے پڑھنے سے بہتوں کو فائدہ پہنچے گا۔ ان کی دینی اور دنیاوی مرادیں و حاجات پوری ہوں گی۔ میں نے خود بار بار بڑی بڑی مشکلات میں آزمایا اور بہت سے متعلقین کو جو مختلف مصیبتوں میں مبتلا تھے اس کے پڑھنے کو کہا۔ الحمدللہ تیر بہدف پایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسماء حسنیٰ پڑھ کر دعا مانگے۔ اس کی ہر دعا قبول اور ہر حاجت پوری ہوگی۔ ایک موقعہ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ پڑھ لے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے جو انہیں یاد کرلے وہ جنت میں جائے گا۔ تمام بزرگوں کا تجربہ ہے کہ ان کے پڑھنے کے بعد دعا قبول ہوتی ہے بندہ نے یہ قصیدہ محترم جناب حکیم رب نواز صاحب شاطر ساکن شہر ڈیرہ اسماعیلخاں کی بار بار فرمائش پر بعد استخارہ کے لکھا ہے۔ پاکستان کی کئی فرمیں علیحدہ رنگین کاغذ پر چھاپنے کی اجازت مانگتی ہیں ۔۔ برادرم مولوی عبدالودود سندھی جو کہ میرا شاگرد ہے۔ اس سال حج پر جا کر حجاز سے ایک خط میں یہ خواب لکھتے ہیں۔ کہ ایک مقام پر تمام حاجی حضرات جمع ہیں اور میں ایک فرشتہ کے حکم سے یہ قصیدہ سب کو سنا رہا ہوں۔ اسی وجہ سے اشاعت ضروری سمجھی گئی۔ مجھے امید ہے کہ یہ قصیدہ عام ہو کر میرے لئے صدقہ جاریہ ہوگا۔ حاجات کے لئے جس نے پڑھنا ہو۔ وہ باوضو اور رو بقبلہ ہو۔ بندہ کو بھی دعاؤں میں یاد کرے

---

۱ حمانا اللہ ربّ العالمینا
من الآفات جثمانا و دینا
۲ علیمٌ عالمٌ حکمٌ رشیدٌ
میسّر معضلات السائلینا
۳ سمیعٌ سامعٌ همسًا همیسًا
وقهّارٌ و قاهر قاهرینا
۴ مریدٌ خافضٌ للناس طورًا
رفیعٌ رافع الدرجات حینا
۵ مقدّمنا مؤخّرنا مقامًا
وسیعٌ واسع الحکم رزینا
۶ حفیظٌ حافظ الملکوت عدلٌ
تعالیٰ عن عقول العاقلینا
۷ هو المتکبّر المعطی کبیرٌ
عظیمٌ باعثٌ للمیّتینا
۸ فانّ الکبریاء رداء ربّی
ومتّزرٌ بعظمته یقینا
۹ لطیفٌ ظاهرٌ صنعًا ولکن
بکنهه باطنٌ عن ناظرینا
۱۰ وحیدٌ واحدٌ احدٌ رقیبٌ
وستّارٌ لجهل الجاهلینا
۱۱ غفورٌ غافرٌ صمدٌ جمیلٌ
وغفّارٌ لمن یستغفرونا
۱۲ قدیرٌ قادرٌ والٍ ولیٌّ
ومقتدرٌ باخذ الغاصبینا
۱۳ رحیمٌ حاکمٌ رحمٰنٌ برٌّ
جلیّ الشان لا یحصی شئونا
۱۴ قویٌّ غالبٌ باقٍ وشافٍ
وجبّارٌ وجابر جابرینا
۱۵ فلا اله الّا اللہ حقًّا
هو المعبود عند العابدینا
۱۶ ولا موجود الّا اللہ صدقًا
هو الموجود عند السالکینا
۱۷ سواهٗ احسبه ظلًّا او حبابًا
فیبقیٰ وجه ربّ العالمینا

۱۸ فسبّوحٌ وقدّوسٌ وفردٌ
تفرّد بالعلیٰ وبان یکونا
۱۹ سلامٌ مؤمنٌ فتّاحُ وادی
خزائن غیبه للعارفینا
۲۰ کریمٌ واهبُ النعمیٰ حکیمٌ
ودودٌ ودّ کلّ المتّقینا
۲۱ شهیدٌ ملهمٌ وشرٌ متین
وقیّومٌ حمیدٌ الحامدینا
۲۲ ممیتٌ مبدئٌ حیٌّ ومحیٖ
معیدٌ وارثٌ للوارثینا
۲۳ بدیع الخلق هادی الناس طرًّا
صراط الدّین والعقبیٰ مبینا
۲۴ غنیٌّ مانعٌ مغنٍ ملیکٌ
وضارٌّ نافع المسترشدینا
۲۵ عزیزٌ مالك الملك معزٌّ
مذلٌّ ان سخطنا او رضینا

ای التخفیف المعروفة

۲۶ وذو فضلٍ عظیمٍ ذو جلالٍ
واکرامٍ مجیرُ المخطئینا
۲۷ ومنّانٌ وحنّانٌ عفوٌّ
ودیّانٌ یدین الظالمینا
۲۸ ومهیمننا وخلّاقٌ نصیرٌ
وخالق عالمٍ خلقًا متینا
۲۹ مقیتٌ باسطٌ محصٍ مجیدٌ
حسیبٌ ماجدٌ مجدًا رکینا
۳۰ هو الدّهر المقلّب للیالی
وللایّام دهر الدّاهرینا
۳۱ جلیلٌ سیّدٌ نورٌ سریعٌ
رؤوفٌ سیّما بالمؤمنینا
۳۲ خبیرٌ واجدٌ عالٍ علیٌّ
وقابضنا تراه او ثبینا
۳۳ ومنتقمٌ وجامعنا صبورٌ
حییٌّ تائبٌ بالتائبینا
۳۴ قدیمٌ صادقٌ فی کلّ قولٍ
مجیبٌ للعفاة المرسلینا

۳۵ واوّلُ ثمّ آخرُ کلّ شیءٍ
وصانع خلقه صنعًا حسینا
۳۶ موفّقنا وبارئنا حلیمٌ
جوادٌ وهو خیر الاجودینا
۳۷ وکافٍ دافع الامراض حقٌّ
وقاضی حاجة المستنجدینا
۳۸ فلیس کمثله شیءٌ یسامی
تعالیٰ عن سمات النّاقصینا
۳۹ فیا رزّاقنا الوهّاب خیرًا
ورازقنا وکنت به ضمینا
۴۰ مصوّرنا ویا توّاب ارحم
علی الشّادی ومثنی قارئینا
۴۱ خفیّ اللّطف۔ ادرکنی بلطفٍ
خفیٍّ ۔انت خیر المدرکینا
۴۲ حوی اسماءك الحسنیٰ نشیدی
کعقد زان جید الحور عینا
۴۳ فغوّر ثمّ انجد فی الاراضی
وشرّق ثمّ غرّب مستبینا
۴۴ وصافح کلّ اذنٍ قبل اذنٍ
وعانق کلّ قلب السّامعینا
۴۵ فیا اللّٰهمّ وفّقنا بخیرٍ
وما یرضیك ارضاءً۔ آمینا

ترجمہ!

۱۔ اللہ رب العالمین ہمیں بچائے ہر قسم جسمانی و دینی آفات سے
۲۔ اللہ ہے بڑا جاننے والا، علم والا، فیصلہ کنندہ، رہنما، آسان کرنے والا، مانگنے والوں کی مشکلات کو
۳۔ بسیار شنوائی والا، سننے والا ہلکی دھیمی آواز کو۔ بڑے قہر والا۔ زور آوروں پر غالب
۴۔ ارادہ کرنے والا۔ گاہے لوگوں کو پست و ذلیل کرنے والا ہے۔ بلند ہے اور کبھی ان کے درجات کو بلند کرنے والا۔

۵۔ کبھی ہمارے مرتبہ کو آگے کرنے والا اور کبھی پیچھے کرنے والا۔ وسعت والا۔ عام مضبوط حکم والا۔

۶۔ نگہبان حفاظت کرنے والا بڑی بادشاہی کی، عدل کنندہ۔ بلند و برتر ہے سوچنے والوں کی عقلوں سے۔

۷۔ بڑائی والا، عطیہ دینے والا۔ بڑا عظمت والا، مُردوں کو اٹھانے والا۔

۸۔ سو بڑائی میرے رب کی چادر ہے اور اپنی عظمت و برتری کا پردہ اوڑھے ہوئے ہیں یقیناً

۹۔ مہربان ظاہر ہے باعتبار نشانات کے لیکن اس کی ذات پوشیدہ ہے دیکھنے والوں سے

۱۰۔ یکتا۔ اکیلا۔ ایک۔ نگہبان۔ پردہ پوش ہے گنہگاروں کے گناہ کے لئے۔

۱۱۔ بڑا بخشنے والا، مغفرت کرنے والا بے نیاز۔ بہتر۔ بخشنے والا مغفرت مانگنے والوں کو

۱۲۔ طاقتور، توانا، حاکم، دوست رکھنے والا مقدرت والا، ڈاکوؤں کی گرفت پر

۱۳۔ بہت مہربانی کرنے والا، حکم کرنے والا رحم کرنے والا، نیک، بڑی شان والا۔ اس کے افعال کا شمار ممکن نہیں۔

۱۴۔ قوت والا۔ غالب، بقا والا، شفا دینے والا، مجبور کرنے والا، تمام سرکشوں پر غالب۔

۱۵۔ سو کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اللہ ہی معبود ہے عبادت گزاروں کے نزدیک

۱۶۔ اور سچ ہے کہ حقیقی موجود سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں۔ سو اصلی موجود اللہ ہی ہے سالکوں کے نزدیک۔

۱۷۔ اللہ کے ماسوا کو سایہ یا پانی کا بلبلہ سمجھے سو صرف اللہ رب العالمین کی ذات ہی باقی و دائم ہے۔

۱۸۔ سو اللہ تعالٰے بہت پاک اور مقدس اور یکتا ہے۔ تنہا ہے بلندی میں اور آئندہ سدا موجود ہونے میں۔

۱۹۔ سلامتی دینے والا، امن دینے والا، کھولنے والا اپنے غیب کے درہ کو عارفوں کے لئے

۲۰۔ سخی نعمتوں کا دینے والا، حکمت والا، بہت محبت کرنے والا، دوست رکھتا ہے تمام پرہیزگاروں کو

۲۱۔ حاضر۔ الہام کرنے والا، تنہا۔ قوی، بے مثل سمائے والا، ستائش کرنے والوں کا ستائش کیا ہوا۔

۲۲۔ مارنے والا۔ پہلے پیدا کرنے والا، زندہ اور زندہ کرنے والا، فائدہ پہنچانے والا، وارث ہے تمام وارثوں کا۔

۲۳۔ بے نمونے مخلوق کا پیدا کرنے والا، جملہ لوگوں کو ہدایت دینے والا، دین و آخرت کی واضح راہ کی جانب۔

۲۴۔ غنی۔ روکنے والا، غنی کرنے والا، مالک اور ضرر دینے والا، نفع بخشنے والا راہِ راست کے طلبگاروں کو۔

۲۵۔ عزت والا، ملک کا مالک، عزت دینے والا۔ ذلیل کرنے والا، چاہے ہم ناخوش ہوں یا خوش۔

۲۶۔ بڑے فضل والا، بلندی اور اکرام والا خطا کاروں کو بچانے والا۔

۲۷۔ بڑا احسان کرنے والا، مہربان، معاف کرنے والا، بڑا بدلہ دینے والا، ظالموں کو سزا دیگا

۲۸۔ ہمارا نگہبان، بڑا پیدا کرنے والا، مددگار اور سارے عالم کو محکم طریقہ سے پیدا کرنے والا ہے

۲۹۔ روزی رساں، رزق فراخ کرنے والا، شمار کرنے والا، بڑا حساب لینے والا، بزرگ ہے۔ محکم بزرگی والا۔

۳۰۔ وہ زمانہ ساز ہے بدلنے والا راتوں اور دنوں کو ہمیشہ ہمیشہ

۳۱۔ بڑا مالک، نور، سرعت والا، شفقت کرنے والا خاص کر مومنوں پر

۳۲۔ خبردار، پانے والا، بلند، بلندی والا ہم پر قبضہ والا خواہ ہم تنہا تنہا ہوں یا گروہ گروہ

۳۳۔ انتقام لینے والا، ہمیں جمع کرنے والا، صبر والا، شرم والا، توبہ قبول کرنے والا توبہ گاروں کے لئے۔

۳۴۔ قدیم زمانہ والا، سچا ہے ہر قول میں۔ مانگنے والے مسکین لوگوں کو دینے والا۔

۳۵۔ سب سے پہلے اور ہر شے سے آخر ہے بنانے والا مخلوق کو، خوبصورت طریقہ سے

۳۶۔ ہمیں توفیق بخشنے والا ہے، پیدا کرنے والا تحمل والا، سخی اور تمام سخیوں سے اچھا ہے

۳۷۔ کفایت کرنے والا، مرضوں کو دفع کرنے والا، حق ہے۔ اور حاجت روا ہے۔ مدد مانگنے والوں کی حاجت کا۔

۳۸۔ نہیں ہے۔ اس جیسے کوئی شی جو اس کی ہمسری کرے۔ بلند و پاک ہے ناقصوں کے نشانات سے

۳۹۔ سوائے ہمیں رزق دینے والے بھلائی بخشنے والے اور ہمارے رازق اور آپ رزق سے متکفل ہوئے ہو۔

۴۰۔ اے ہماری صورتیں بنانے والے اور اے توبہ قبول کرنے والے، رحم و کرم فرما اس نظم بنانے والے اور پڑھنے والوں کی جماعت پر آمین

۴۱۔ اے پوشیدہ مہربانی والے مجھے پا لیجئے گا خفی مہربانی سے۔ آپ تمام پانے والوں میں سے بہتر ہو

۴۲۔ جمع کیا آپ کے اسمائے حسنٰی کو میری اس خوبصورت نظم نے مانند جنتی ہار کے کہ زینت بخشے جنتی حور بڑی آنکھوں والی کی گردن کو

۴۳۔ دعا ہے۔ کہ یہ نظم زمین کے کونہ کونہ پست و بالا کو اور مشرق و مغرب کو واضح طور پہنچے۔

۴۴۔ اور مصافحہ کرے ہر کان سے بغیر اجازت کے اور معانقہ کرے جملہ سننے والوں کے دلوں سے

۴۵۔ سو۔ اے اللہ ہمیں نیکی کی توفیق بخش اور ہر اس کام کی جو تجھے راضی کرے۔ آمین ثم آمین

تنقید و تبصرہ

نام کتاب :۔ "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت"
تصنیف :۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح
ناشران : مکتبہ اشاعت اسلام گنج مغلپورہ لاہور
صفحات ۱۴۶ ۔ ہدیہ ۷۵ پیسے۔

حضرت شیخ الاسلام کا زیر نظر رسالہ کافی عرصہ پہلے تصنیف شدہ ہے جس وقت اہل اسلام باب مودودی صاحب کے مخصوص عقائد اور امور دینیہ میں ذاتی آرا سے اس قدر روشناس نہ تھے۔ "کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ" کے مصداق اہل خواندہ طبقہ ان کے لٹریچر کا لغایت شوق مطالعہ کرتا تھا لیکن حضرت شیخ رح نے ابتدا ہی میں اور غالباً سب حضرات سے پہلے ان عقاید پر اس رسالہ کی وساطت سے گرفت کی، اور دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ مختلف موضوعات پر جو مودودی صاحب اپنی رائے رکھتے ہیں وہ فروعی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے مثال کے طور پر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معیار حق تسلیم نہ کرنا، ان کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھنا، ان میں اخلاقی کمزوریوں کو بیان کرنا وغیرہم سے متعلق جو مودودی صاحب کے لٹریچر میں مواد ملتا ہے اس کا جواب قرآن و حدیث سے حضرت شیخ نے اس طرح دیا ہے کہ اگر مخالف بھی خالی الذہن ہو کر غور کریں تو از خود حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اہل اسلام کو عموماً اور مولانا مودودی کی جماعت کو خصوصاً اس سوال کا جواب تلاش کرنا ہے کہ کیا سیاسی رہنمائی کی آڑ میں کہیں ہمارے عقائد تو نہیں بگڑ رہے؟ حضرت شیخ الاسلام رح ایک ایسے ثقہ بزرگ تھے جن کی نظیر نہ تب تھی نہ اب ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کے اقوال و ارشادات کی بیش از بیش اشاعت ہو۔ (م، ح، بخاری)

یادگارِ اسلاف

مرتبہ
خدا بخش اچھرہ لاہور

سوانحِ عمری امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

کُتب خانہ پیر صاحب العلم

گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدرآباد سندھ میں راشدی طریقے کے پیر صاحب العلم (جھنڈے والے) کے پاس دینی علوم کا بے نظیر کتب خانہ تھا آپ دورانِ مطالعہ میں وہاں جاتے رہے اور کتابیں بھی مستعار لاتے رہے آپ کی تکمیل مطالعہ میں اس کتب خانہ کے فیض کا بہت بڑا دخل ہے۔

اس کے علاوہ آپ حضرت رشیدالدین صاحب العلم ثالث کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔ آپ نے ان کی کرامتیں دیکھیں اور اسماء اللہ الحسنیٰ کا ذکر ان سے سیکھا وہ دعوت توحید و جہاد کے مجدد تھے اور حضرت مولانا ابوالتراب رشید اللہ صاحب العلم الرابع سے بھی علمی صحبتیں رہیں وہ علم حدیث کے بہت بڑے عالم تھے نیز صاحب تصنیف تھے ان کے ساتھ قاضی فتح محمد صاحب کی علمی صحبت بھی آپ کو ہمیشہ یاد رہی

آپ کی علمی تحقیقات کا مرکز

خداوند تعالےٰ کی خاص نعمتوں میں سے ایک خاص نعمت یہ بھی آپ کے شاملِ حال رہی کہ فقہ و حدیث کی تحقیق و تطبیق میں اور ایسا ہی قرآن عظیم کی تفسیر میں حضرت مولانا محمد قاسم دیوبندی سے شروع کر کے امام ولی اللہ دہلوی تک سلسلۂ علماء آپ کا رہبر بنا اور آپ نے انہیں اپنا امام بنا لیا۔ آپ کو علمی و سیاسی ترقی میں اس سلسلے سے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئی اس سے آپ کی تمام کوششیں ایک اصول پر منظم ہو گئیں۔

آپ نے دہلی میں کتاب قبلہ نما کا مطالعہ کیا اس کے معارف آپ کی روح سے پیوست ہو گئے۔ حدیث کی تحقیق میں حجۃ اللہ کا تعارف ہو چکا تھا چنانچہ اس کے مطالعہ سے اطمینان نصیب ہو گیا۔ آپ نے علماء کی ایک جماعت کو حجۃ اللہ پڑھائی اور خود کافی عرصہ بعد شیخ الہند سے پڑھی۔

طریقہ قادریہ

اس عرصہ میں طریقہ قادریہ اور نقشبندیہ مجددیہ کے اشغال و اذکار آپ اپنی طاقت کے مطابق.. حضرت سید العارفین کے خلیفہ اعظم مولانا ابوالسراج دین پوری سے سیکھتے رہے۔ علاوہ ازیں اگر آپ کی کوئی دنیاوی ضرورت امروٹ میں پوری نہ ہوئی تو دین پور سے پوری ہو گئی اس طرح آپ کو اپنے مرشد کی جماعت سے باہر جانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی

آپ کا سیاسی میلان

سات سال کے دوران میں مولانا محمد اسمٰعیل شہید کی آپ نے سوانح عمری دیکھی دیوبند کی طالب علمی نے بہت واقعات اور حکایات سے آشنا کر دیا مولانا عبدالکریم دیوبندی نے دہلی کے زوال کی تاریخ آنکھوں دیکھی بات بنا دی تھی علاوہ ازیں آپ کا دماغ بچپن سے خاندانی افراد کی صحبت میں انقلاب پنجاب کے تکلیف دِہ حالات سے بھرا ہوا تھا

دیوبندی تحریک سے پہلے واقفیت ہو گئی تھی مگر معلومات بالکل غیر منظم تھیں اتفاق سے ایک کتاب جس کا نام "سوانح احمدیہ" ہے مل گئی اس میں اول تو تحریک کے مسلسل واقعات اور آخر میں خطوط کا حصّہ ہے جو مولانا اسماعیل شہید نے لکھے ہیں ان کے مطالعہ سے اس تحریک کے اصول اور طریق کار کو آپ سمجھ گئے۔ چنانچہ آپ نے سیاسی طور پر اس تحریک سے اپنے آپ کو وابستہ کر لیا اور اسی طریق پر کام کرنا شروع کر دیا، پنجاب کے لاہور کی بجائے ہندوستان کے دہلی شہر کو مرکز بنایا اور دہلی سے کابل تک اپنا ملک سمجھا۔

دوبارہ دیوبند میں

یہ فکر بنا کر ۱۳۱۵ھ میں پھر دیوبند پہنچے اپنے مطالعہ کے نمونے کے طور پر دو رسالے لکھ کر ساتھ لے گئے ایک علم حدیث میں اور دوسرا فقہ حنفی میں تھا حضرت شیخ الہند نے دونوں رسالے پسند فرمائے اس دفعہ حدیث کی دس بارہ مشہور کتابوں کے اطراف سنائے تو دوبارہ زبان مبارک سے پڑھانے کی اجازت فرمائی جہاد کے بعض مسائل کے ضمن میں آپ نے اپنی جماعت کا ذکر کیا۔ حضرت نے بہت پسند فرمایا اور چند اصلاحات کا مشورہ دے کر اسے اتحاد اسلام کی ایک کڑی بنا دیا اس کام کو جاری رکھنے کی وصیت فرمائی اس کے بعد آپ کے تمام تعلیمی اور سیاسی مشاغل حضرت سے وابستہ رہے آپ کے نومسلم ہونے کی وجہ سے بھی آپ سے کچھ زیادہ شفقت و محبت سے پیش آتے لیکن جب اپنے فکر کا تعارف کرایا تو محسوس کیا کہ حضرت کے دل میں آپ کی محبت سوگنا بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ اس روز سے اپنی تحریک کا خاص رُکن بنا لیا۔

مولانا شہید کی تحریک کے بعد دو تحریکیں ہندوستان میں نمایاں ہوئیں ایک اہلحدیث تحریک اس کا مرکز پٹنہ تھا۔ مولوی ولایت علی اس کے بانی تھے۔ دوسری تحریک، دیوبندی تحریک تھی اس کے بانی شاہ اسحاق رح تھے وہ مولانا شاہ عبدالعزیز رح کے جانشین تھے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے دہلی میں حاجی امداد اللہ رح نے کام شروع کیا تھا۔ اس زمانے میں مولانا محمد قاسمؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رح ان کے رفیق کار تھے اس جنگ میں کچھ پکڑے گئے کچھ روپوش ہو گئے جب وہ ہنگامہ فرو ہوا تو حاجی امداد اللہ رح تو مکہ معظمہ میں جا مقیم ہوئے اور یہ کام اپنے دونوں رفقاء موصوف کے سپرد کیا انہوں نے اس تحریک کو چلانے کے لئے دیوبند میں مدرسہ کی بنیاد رکھی آپ کے جتنے ہم عمر حضرت سے ملنے والے تھے ان سب میں آپ سے زیادہ سیاسیات میں کوئی قابل اعتماد نہ تھے نیز ولی اللٰہی خاندان کی علمی تحقیقات میں بھی حضرت کے نزدیک کوئی آپ کا ہم مرتبہ نہ تھا، ان دو باتوں کے علاوہ دوسری باتوں میں حضرت کے بعض شاگرد آپ سے بڑھے ہوئے تھے۔ مولوی عزیز گل نے آپ کو بتایا کہ جب حضرت مالٹا میں اسیر تھے تو اپنے شاگردوں پر رائے زنی فرماتے ارشاد فرمایا "میری جماعت میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہر فن میں دخل رکھتے ہیں۔ جیسے مولانا کفایت اللہ اور ایسے بھی ہیں جو حکمت و سیاست دونوں میں ماہر ہیں جیسے مولوی عبیداللہ" حکمت سے مراد شاہ ولی اللہ رح کی حکمت ہے اور سیاست تو آپ کا بچپن سے مشغلہ تھا چنانچہ جب بین الاقوامی سیاستدانوں کی سیاست سامنے آئی تو آپ نے ان کی اکثر غلطیاں ظاہر کیں، جنہیں انہوں نے تسلیم کیا، ہندوستانی سیاست میں خاص طور پر آپ کا کوئی ہم پلّہ نہ تھا۔

مدرسہ دارالرشاد کی بنیاد

کچھ عرصہ بعد آپ حضرت سے رخصت ہو کر سندھ، امروٹ میں واپس آ گئے دو سال تک ایک مطبع جاری رکھا اس کے ذریعے بعض عربی اور سندھی میں نایاب کتابیں طبع ہوئیں ایک ماہوار رسالہ ہدایت الاخوان بھی شائع کرتے رہے۔ ساتھ ہی مدرسہ بنانے کی فکر دامن گیر رہی۔ کیونکہ اس کے بغیر کام ترقی پاتا دکھائی نہیں دیتا تھا اس کے لئے دوسری جگہ کی تلاش میں حیران تھے کہ حضرت مولانا رشد اللہ پیر صاحب العلم رابع نے ۱۳۱۹ھ میں آپ کی تجویز کے مطابق مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ فرمایا آپ کی تجویز پر دارالرشاد نام رکھا اور آپ سات سال اس میں علمی و انتظامی تمام

اختیارات کے ساتھ کام کرتے رہے چنانچہ خود حضرت مولانا شیخ الہندؒ اور مولانا شیخ حسین بن حسن انصاری یمانی اس مدرسہ میں امتحان لینے کے لئے تشریف لے گئے اس مدرسہ میں ہی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور امام مالکؒ کو بھی خواب میں دیکھا

جمعیۃ الانصار کا قیام

۱۳۲۷ھ ہجری میں حضرت مولانا شیخ الہند نے آپ کو دیوبند میں طلب فرمایا۔ اور وہاں آپ سے مفصل حالات سننے آخر حکم دیا کہ آپ دیوبند میں رہ کر کام کریں اور سندھ سے تعلق قائم رکھیں چنانچہ اسی سال ۱۷ر رمضان کو جمعیۃ الانصار قائم کی دنیا کے ہر حصے میں دیوبندی فارغ التحصیل طلبا پھیلے ہوئے تھے انہیں منظم کیا گیا مولانا محمد صادق صاحب سندھی، مولانا ابو محمد احمد صاحب چکوالی لاہوری اور آپ کے عزیز مولانا احمد علیؒ صاحب آپ کے معاون تھے چار سال تک آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے اس کام کو کیا۔ لیکن بعض رجعت پسند علماء کو یہ ترقی ایک آنکھ نہ بھاتی، چنانچہ کفر تک کا فتویٰ تیار ہونے لگا غیر ہندوستانی حکومت اس تحریک کو اپنے لئے خطرناک سمجھتی چنانچہ اس مدرسے کے نظم ونسق میں ارتجاعی قوت برسر اقتدار آنے لگی آپ ایسے گوارا نہ کر سکتے تھے جب دیکھا کہ دیوبند کی.. انقلابی تحریک فنا ہو رہی ہے۔ آپ فوراً اپنا استعفا پیش کر کے چل دیئے۔ حضرت مولانا شیخ الہند دیوبند میں نہ تھے وہ آپ کو راستے میں سہارنپور کے.... سٹیشن پر ملے آپ نے اپنے استعفےٰ کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا الحمد للہ میرے دل سے بوجھ ہلکا ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا کب آؤ گے آپ نے فرمایا پندرہ دن کے بعد چنانچہ پندرہ دن کے بعد جو گیا" تو میرا استعفیٰ مجھے واپس دے دیا اور حکم دیا کہ دہلی جاکر نظارت المعارف جاری کرو تم ہمارے ساتھ کام کرو ہم تمہارے ساتھ کام کریں گے اس سے آپ خوش ہو گئے۔ حضرت نے اپنا پیرہن اتار کر پہنایا اور دہلی چلے گئے

نظارت المعارف

حضرت مولانا شیخ الہند کے ارشاد پر نظارۃ المعارف ۱۳۳۱ھ میں قائم ہوئی آپ کا کام دیوبند سے دہلی میں منتقل ہوا خود حضرت سرپرست ہوئے حکیم اجمل خاں اور نواب وقار الملک کو انتظام میں شریک کیا جس طرح چار سال دیوبند میں رکھ کر حضرت نے ہند اور بیرون ہند کے فارغ التحصیل دیوبندی علماء سے آپ کا تعارف کرایا اسی طرح دہلی میں بھیج کر نوجوان طاقت سے تعارف کرایا پہلے ڈاکٹر انصاری سے ملاقات کرائی پھر ان کے ذریعے مولانا ابوالکلامؒ آزاد اور مولانا محمد علیؒ مرحوم سے ملایا تخمیناً دو سال میں مسلمانان ہند کی اعلیٰ سیاسی طاقت سے واقف کیا۔ ہم حضرت شیخ الہندؒ کے طریقے پر قائم رہے۔ قرآن حکیم کے پڑھانے میں کسی جگہ عام علماء کی رائے کے خلاف ترجمہ کرتے تو آپ اعتراض کرنے والے کو شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ مولانا محمد قاسمؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ میں سے کسی ایک کی سند پیش کر کے مطمئن کر دیتے حجۃ اللہ البالغہ کے اسباق بھی شروع کر دیئے۔

آپ نے پچاس پچاس روپے کے دو وظیفے بھی مقرر کئے ایک گریجویٹ طالب علم کے لئے اور ایک مولوی کے لئے جب کام چل نکلا تو ایک دن بیگم صاحبہ بھوپال نے آپ سے پوچھا کہ ہم ایک زنانہ یونیورسٹی قائم کرنا چاہتے ہیں اس میں ہمیں کیا مدد دیں گے آپ نے جواب دیا جب یونیورسٹی قائم ہوگی تو ہم قرآن حکیم پڑھانے کے لئے دو معلم دیں گے، خوش ہو گئیں پچاس پچاس روپے کے دونوں وظیفے خود جاری کر دیئے۔

مولوی حمید الدین فراہی ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے رکن تھے۔ مولانا شبلی کی طرف سے نظارۃ المعارف کے مہمان ہوئے ابتدائی گفتگو کے بعد فرمایا آپ نے بڑا ظلم کیا آپ کے ہاں جو کچھ دیکھتا ہوں یہ تو ندوۃ العلماء کا مشن ہے آپ نے اس پر کیوں چھاپا مارا؟ آپ دیوبند کے مولویوں ہی سے کام لیجئے یہ تو آپ نے ہم سے لڑائی کا محاذ پیدا کر دیا، اس پر آپ نے انہیں اپنا پروگرام سمجھایا کہ آپ مسجدوں کی تنظیم کرنا چاہتے ہیں آپ ایک گریجویٹ اور ایک مولوی کو ملا کر ایک آدمی مانتے ہیں۔ مسجد میں خطبہ اور امامت مولوی کا کام ہوگا اور محلے کا تمام اقتصادی پروگرام اس گریجویٹ کی نگرانی میں ہوگا۔ مسجد میں جھاڑو دینے والا آدمی میٹرک تک پڑھا ہوا ہوگا اس طرح کوئی دوسرا خادم بھی میٹرک سے کم درجے کا نہ ہوگا۔ مسجد میں ایک لائبریری ہوگی۔ محلے کی تمام خیرات مسجد کے فنڈ میں جمع کی جائے گی۔ مولوی حمید الدین فراہی سنکر فرمانے لگے آپ نے یہ بات ہم سے تو کہہ دی لیکن کسی اور سے نہ کہہ دیں اگر حکومت کو علم ہو گیا تو وہ کبھی اس تحریک کو چلنے نہ دے گی۔ میں جاکر مولانا شبلی سے اس کا ذکر کروں گا وہ علی گڑھ کے تمام اولڈ بوائز کو جو ان کے شاگرد ہیں خاص طور پر خط لکھیں گے چنانچہ وہ سب آپ کی مدد کریں گے۔ یہ سکیم شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے سامنے طے کی گئی تھی یہ حضرت کا مشن ہے آپ حضرت کی یادگار ہیں اس مشن کے ذریعے کام کو بڑھانا چاہتے تھے۔ لیکن انہی دنوں یورپ کی قوموں نے جنگ طرابلس اور جنگ بلقان شروع کر دی ترکوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی تدبیریں سوچی جانے لگیں

ہندوستان کے غیور مسلمانوں کے لئے بھی یہ نازک وقت تھا کہ ہندوستان سے باہر اپنے مسلمان بھائیوں کو مصیبت میں مبتلا دیکھتے ہیں۔ آپ نے جس حالت میں ۱۳۲۱ھ سے ہندوستان میں زندگی بسر کی اس سے حکومت ہند خوب واقف تھی آپ کا نصب العین تو کسی سے مخفی نہ تھا لیکن آپ کا کام اتنا تیز نہ تھا کہ حکومت آپ کو معطل کرنا ضروری سمجھے آپ کی معیت میں سی، آئی، ڈی کے جو لوگ مقرر ہوئے اُن سے آپ کا برتاؤ اچھا رہتا اس کا آپ کی آزادی میں کافی اثر تھا جیسا کہ پہلے مذکور ہے کہ آپ نے کابل جانے کا فیصلہ محض اپنے اُستاد اور مربی حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسنؒ کو راضی رکھنے کے لئے کیا تھا آپ اپنی حیثیت وطاقت سے واقف تھے آپ نے بڑی بڑی امیدیں باندھ کر کبھی مسرور ہونے کی کوشش نہ کی، آپ کو خیال تک نہ تھا کہ کابل پہنچ کر آپ ایک سال سے کم عرصے میں اپنا ارادہ کسی ذمہ دار افسر پر ظاہر کر سکیں گے۔ اگر خوش ہوتے تو محض اس وجہ سے کہ خدا نے آپ کو اپنے بزرگ استاد کا حکم مانتے ہوئے ملک چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت مولانا شیخ الہند کا ذکر آپ.... دوست سے نہ کر سکتے تھے اس لئے بعض دوست جو اس خیال کی تائید میں تھے ان کا ذکر آپ کر دیا کرتے تھے اور ایک مسلم حکومت میں جا لینے کا طبعی رجحان آپ تفصیل سے سنا دیا کرتے تھے ان حالات میں آپ اپنے خاص احباب سے رخصت ہوئے۔

آپ خوب واقف تھے کہ آپ جیسے ہندوستانیوں کو حکومت ہند کس طرح بدنام کرتی تھی اس سے پہلے چند ہندوستانی ایک سیاسی سازش کے الزام میں قید تھے جس کا اثر آپ کی پوزیشن پر کافی پڑا یہ بات آپ کے مدنظر تھی لہٰذا جس قدر احتیاط درکار تھی آپ نے اس کا خیال رکھتے ہوئے کافی انتظام کر لیا تھا۔

آپ نے پشاور کے ایک سیاسی اجلاس

میں خطبہ پڑھا، آپ کی قرآن دانی کا چرچا ہوا یہ ایک پرجوش تقریر تھی، علی برادرعش عش کر اٹھے اجلاس ختم ہوئے تو آپ نے موقعہ پاکر صاحبزادہ سر عبدالقیوم کے کان میں کہا کہ میں آپ سے اور افضل خاں سپرنٹنڈنٹ پولیس سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا بہت اچھا، چنانچہ صاحبزادہ کے ہاں ہی تینوں خفیہ طور پر جمع ہوگئے آپ نے فرمایا "ایک راز کی بات کہنا چاہتا ہوں اس میں میری مدد فرمائیں۔ دونوں نے بسرو چشم مدد کا وعدہ کیا اور کہا ہم دل و جان سے آپ کا کام کریں گے۔

آپ نے فرمایا "مجھے کابل جانا ہے کسی طرح سے وہاں پہنچائیں" دونوں اس کام میں مدد دینے کے لئے تیار ہو گئے آپ نے فرمایا۔ "سرکاری راستے نہیں بلکہ خفیہ راستے سے پہنچنا چاہتا ہوں۔ افضل خاں سپرنٹنڈنٹ بولے" سب کچھ ہو جائیگا" آپ نے فرمایا۔ "سندھ میں کچھ قرض ادا کرنا ہے وہ جاکر ادا کر آئیں" سر عبدالقیوم کہنے لگے بلا روک ٹوک آجائیں آپ کو کابل پہنچا دیا جائیگا

کابل کو روانگی کی تیاری

سندھ میں گوٹھ پیر جھنڈا کے مدرسہ دارالارشاد میں پہنچے، وہاں مولانا عبداللہ لغاری سے کچھ رقم جمع کرنے کو کہا اور کابل روانہ ہونے کا اشارہ کیا انہوں نے رقم جمع کر دی اور روانہ ہونے کی تیاری شروع کر دی۔ اس کا علم پیر رشد اللہ صاحب کو بھی نہ ہوا۔ انہیں کراچی جانا تھا۔ چنانچہ قرضہ ادا کر کے ان کے ساتھ آپ اور مولانا لغاری کراچی چلے گئے۔ چند روز وہاں ٹھہر کر واپس آئے تو محکمہ سی، آئی، ڈی کے آدمی پیچھے ہو لئے آپ کو تھانہ میں بلایا گیا تو آپ نے فرمایا کچھ قرض ادا کرنا تھا اس کا انتظام کیا ہے۔ اب پشاور جانے والا ہوں۔

گوٹھ پیر جھنڈا سے تین میل کے فاصلے پر سعید آباد کے تھانے میں محمود خاں صاحب خاص طور پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے بعد میں سپرنٹنڈنٹ پولیس ہو گئے یہ مسائل دریافت کرنے کے بہانے ہر روز آپ کی خدمت میں ایک آدمی بھیجتے کراچی سے آئے دو دن ہوئے تھے کہ آپ کو زکام کی تکلیف ہوئی۔ پیر صاحب نے حبوب شفا بھیج دیں ایک دو گولی خوراک استعمال کرنی تھیں آپ سب کی سب ایک ہی پھنکے میں پانی سے نگل گئے ان میں دھتورا وغیرہ پڑا ہوا تھا بس بیہوش ہو گئے۔ دور دور سے کئی ڈاکٹر بلائے گئے دس بارہ دن تو یہ حالت رہی کہ ارد گرد کی ہر چیز چکر میں ہے آسمان گھوم رہا ہے۔ شاہی اور سرکاری ڈاکٹر بھی علاج معالجے میں شریک ہیں۔

جون کا مہینہ تھا جب کچھ افاقہ ہوا تو ڈاکٹروں نے رائے دی کہ انہیں فوراً کوئٹہ پہنچایا جائے وہاں ان کے دماغ کو مکمل آرام حاصل ہو۔ ورنہ ہمیشہ کے لئے ان کا دماغ مختل ہو جائے گا،

یہ تمام خبریں اخباروں میں شائع ہوتی رہیں ہوش میں آئے تو اپنے رفیق مولانا عبداللہ لغاری سے کہا کہ ہندوستان کو جلد چھوڑ دینا چاہیئے ورنہ مولانا شیخ الہند کو شبہ ہوگا کہ یہ خواہ مخواہ کابل پہنچنے میں دیر کر رہے ہیں، رفیق کے بچے گوٹھ پیر جھنڈا ہی میں تھے آپ نے فرمایا "انہیں اپنے گھر چھوڑ آئیں ہم دین پور کو جاتے ہیں وہاں سے سیدھا راستہ اختیار کریں گے خط پہنچنے پر آپ ہمارے پاس آجائیں" چنانچہ یہ اپنے علاقہ سانگھڑ میں بال بچے چھوڑ کر واپس آئے اور خط پہنچ چکا تھا کہ دین پور جلد پہنچ جائیں یہ دین پور پہنچے مولانا عبدالقادر صاحب جو آپ کے اُستاد تھے اور حضرت خلیفہ کے داماد تھے وہاں موجود تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ دو اونٹ تیار کر دیں۔ ہم سبی جانا چاہتے ہیں۔ اونٹ موجود تھے لیکن وہ تیاری نہ کرتے تھے آپ نے رفیق سے پھر فرمایا۔ کہ دیکھیں اونٹ ان کے پاس موجود ہیں اور یہ تیار نہیں کرتے اگر ہم انہیں ذبح کر دیں تو یہ کیا کر سکیں گے" اس وقت آپ کے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا رفیق نے مولانا عبدالقادر سے کہا کہ مجھے تین گنی دے دیں میں گوٹھ پیر جھنڈا پہنچ کر بھیج دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے دیدیں اور رفیق نے دو گنی تو آپ کے حوالے کیں اور آپ کے ارشاد کے مطابق مولانا احمد علیؒ صاحب کے بھائی محمد علیؒ کو ساتھ لے کر خود سیدھا سبی پہنچا۔ وہاں سے تین میل کے فاصلہ پر آپ کے شاگرد مولوی خدابخش صاحب رہتے تھے ان کے ہاں جا قیام کیا آپ کا خیال تھا کہ پیدل سفر کریں لیکن جب رقم ہاتھ آ گئی تو دین پور سے ریل میں سوار ہو کر آپ امروٹ پہنچے وہاں بھی دو اونٹ طلب کئے لیکن وہاں سے بھی نہ ملے چنانچہ وہاں سے رُک سٹیشن پر آئے وہاں منشی عبدالخالق گورنمنٹ پنشنر نے اطلاع دی کہ آپ تو گرفتار ہونے والے ہیں اس کے ساتھ ریل میں سوار ہو کر جیکب آباد پہنچے اور آپ نے دائم خاں نامی شخص کو یہاں اپنا بدرقہ مقرر کیا دین پور سے آپ کے ساتھ ایک خادم فتح محمد خاں تھا جس کا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا آپ نے فرمایا یہاں سے سبی تک پیدل سفر کریں گے دو میل گئے تو منشی عبدالخالق نے کہا اب آپ ہمارے علاقے سے باہر ہیں شکر ہے کہ ہمارے علاقے میں آپ گرفتار نہیں ہوئے۔ دائم خاں راستوں سے خوب واقف تھا۔ ساری رات چلتے رہے دن چڑھا تو معلوم ہوا کہ نصیر آباد کا سٹیشن قریب ہے دائم خاں کو

ایک شخص ملا اس نے کہا کہ تیرا بیٹا کل چوری میں گرفتار ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس نے اسی وقت آپ کا ساتھ چھوڑ دیا آپ عبدالرحمٰن کے ساتھ سٹیشن کے قریب کھڑے سوچ رہے ہیں کہ کدھر جائیں راستہ تو معلوم نہیں اتنے میں ایک قلی دوسرے قلی سے کہتا ہے کہ سبی آج فروٹ ٹرین پہلی مرتبہ فروٹ لانے کے لئے کوئٹہ کو جا رہی ہے یہ ٹرین اس موسم میں چلتی ہے دوسرا کہتا ہے "کیا اس میں سواری گاڑی بھی ہوتی ہے یا نہیں" اس نے جواب دیا صرف چند ڈبے ہوتے ہیں" امروٹ میں آپ کو بلوچ سرداروں کا لباس پہنایا گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت آپ اسی لباس میں تھے فوراً اسٹیشن پر پہنچ کر دوسرے درجے کے دو ٹکٹ حاصل کئے، ٹکٹ بابو نے آپ کا نام دریافت کیا آپ نے بلند آواز میں کہا "اچھا آپ یہ کام بھی کرتے ہیں" وہ مرعوب ہو کر خاموش ہو گیا۔ گاڑی آنے پر سوار ہو گئے۔ جنگ کا زمانہ تھا لہٰذا قانون تھا کہ جو سوار ہو اسے سبی اور کوئٹہ کے درمیان ہر کسٹیشن سے پہلے کہیں اترنے کی اجازت نہ تھی گاڑی ہر سٹیشن پر پہنچی ایک شخص آیا اس نے نام دریافت کیا آپ نے فرمایا "عبید اللہ" کیا کام کرتے ہیں "ملازمت" کہاں جا رہے ہیں۔ "کوئٹہ" "کیوں" کچھ بیمار ہوں سر میں درد ہے۔ چند دن وہاں آرام کریں گے اور پشاور چلے جائیں گے" امروٹ میں بتایا گیا تھا کہ اگر کوئی کوئٹہ میں قیام کا پتہ دریافت کرے تو فلاں سی آئی ڈی ڈپٹی انسپکٹر پنشنر کا نام بتا دیا جائے۔ چنانچہ جب قیام کے متعلق سوال کیا گیا تو یہی نام بتا دیا گیا وہ مطمئن ہو گئے۔ درمیانے اور تیسرے درجہ کے مسافروں کی تفتیش کرنے کے لئے انہیں یہاں چوبیس گھنٹے ٹھہرایا جاتا تھا۔

آپ نے سٹیشن پر عبدالرحمٰن سے کہا کہ واپس سبی جاؤ اور ہمارے رفیق کو لے کر کوئٹہ پہنچو کچھ سرمایہ بھی فراہم کر کے لاؤ۔" عبدالرحمٰن سبی پہنچا تو آپ کے رفیق نے اڑھائی سو روپیہ جمع کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ محمد علی اور عبدالرحمٰن کے ساتھ سوار ہو کر کوئٹہ پہنچا۔ آپ پہلے پہنچ کر سٹیشن پر اترے تو ایک انگریز آفیسر آیا اس نے آپ کو آواز دی اتنے میں ایک اور انگریز موٹر سائیکل پر سوار ہو رہا تھا اس نے اسے بلایا اور کہا ان کا تعاقب کرو،" آپ کو موقع مل گیا فوراً ٹکٹ دے کر تانگے میں سوار ہوئے اور چل دیئے۔ تانگے والے سے اسی سی آئی ڈی ڈپٹی انسپکٹر پنشنر کا پتہ دریافت کیا اس نے کہا یہیں سٹیشن سے مغرب کی طرف قریب ہی وہ رہتا ہے چنانچہ وہاں جا تاما آپ نے پانچ روپے اسے دیئے وہ خوش ہو کر چلا گیا۔ افسر سے ملے اور ایک چھٹی اسے دی جس میں امروٹ کے بزرگوں نے لکھا ہوا تھا۔ یہ ہمارے آدمی ہیں

باقی بر صفحہ ۱۲

تحفۂ عبدیت

قاری عبدالمجید بھاکری مدرس مدرسہ امداد العلوم لاہور

الحمد للہ وحدہٗ ۔ والصلوٰۃ و السلام علی من لا نبی بعدہٗ ۔۔

انسان کی عزّ و شرف کا اعلیٰ ترین مقام مقام عبدیت ہے ۔ اس لئے کہ اس کی خلقت و آفرینش ہی عبادت کے لئے ہے ۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔

اور ہیں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا کہ میری عبادت کیا کریں ۔

یہ انسان بارگاہ رب العزت میں جتنا نیاز مندانہ سرنگوں ہوتا ہے حق جل مجدہٗ اتنا ہی آبرو مندانہ سرفراز فرما دیتے ہیں ۔ انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اسی تکمیل عبادت میں کوشاں گذرے ہیں

یٰقوم اعبدوا اللہ ۔ قوم اللہ کی عبادت کرو ۔۔

آخری پیغام قرآن مجید کے الفاظ پوری نسل انسانی کے افراد کو یوں کہتے ہوئے پائے جاتے ہیں

یٰایھا الناس اعبدوا ربکم اے افرادِ نسل انسانی ! اپنے رب کی عبادت کرو ۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ خطا سے معصوم ہیں اور حق جل مجدہٗ نے فرما بھی دیا کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ۔ آپ پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا ۔ لیکن آپ اتنی عبادت کرتے اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں سوجھ جاتے اور تلوے متورم ہو جاتے ۔۔

جب اس قدر عبادت میں تخفیف کے لئے کہا جاتا تو فرما دیتے کہ افلا اکون عبداً شکوراً ۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں ۔۔

اور فی الحقیقت عبادت اور بندگی وہ ہے جس کی بجاآوری کے بعد خود معبود حقیقی فرمادیں کہ یہ میرا بندہ ہے

ایک عارف باللہ فرماتے ہیں ۔

اگر یک بار گوید بندۂ من
بگذرد از عرش خندۂ من

اگر وہ مالک ایک بار بھی کہہ دے کہ یہ میرا بندہ ہے تو میری خوشی اور مسرت عرش اعلیٰ سے بھی پرواز کر جائے ۔۔

اقبال کہتے ہیں ۔

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر

بندہ اور ہے اور اُس کا بندہ ہونا اور ہے

اور یہ مقام کہ عابد کی عبادت کو منظور و مقبول فرماتے ہوئے حق تعالیٰ اپنی طرف منسوب فرمائیں اُسی وقت نصیب ہو سکتا ہے جب انسان اپنے دل کو اُن ہی کے لئے فارغ اور خالی رکھے اور زندگی کے تمام گوشے ان ہی کے لئے وقف کر دے ۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ۔

میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا یا بقول کسے ۔۔

نزہ فؤادک عن سوانا واتنا
فجنابنا حل لکل من نزہ

دل کو ہمارے ماسوا سے فارغ کر اور پھر آجا ۔ ہمارے بازو تو ہر اس کے لئے کھلے ہیں جو دل کو ہمارے لئے خالی کر کے لاتا ہے

اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں ۔ دل کو دنیا کی ہر چیز کے علاوہ جب تک اپنی محبت خودی اور انانیت سے بھی خالی نہ کیا جائے مطلوب تک رسائی ناممکن اور مقام عبدیت تک پہنچ محال ہے ۔

خودی جب تک رہی اُس کو نہ پایا
جب اس کو ڈھونڈ پایا خود گم تھے

یہ اس لئے کہ ذات ابدی اور باقی کی طلب اور محبت میں ذرۂ فانی اور عدمی کی بقا اور محبت بھی ایک جرم ہے اس خیال کی مزید وضاحت کے لئے شاعر کا یہ شعر ملاحظہ ہو

فقلت وما اذنبت فقالت مجیبۃ
وجودک ذنب لا یقاس بہ الذنب

میں نے کہا کہ میں نے کونسا جرم کیا کہ ابھی تک وصل سے محروم ہوں تو جواب ملا کہ ابھی تک میری طلب اور دعویٰ محبت میں اپنا آپ لئے کھڑے ہو کیا یہ جرم کم ہے ۔

غرض اس مقام عبدیت پر کما حقہٗ جلوہ افروز ہونے والے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کی عبدیت کو اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنی طرف منسوب فرما دیا ۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو ایک شب میں لے گیا ۔

اور فرمایا ۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی فرمائی ۔

انہیں عبد کامل صلوات اللہ علیہ وسلامہ کو جب معراج کی رات اپنے ہاں بلایا جناب سیّد ولد آدم علیہما السلام جب مقام دنیٰ پر پہنچے تو ۔

کلام سرمدی بے نقل بشنید
خداوند جہاں را بے جہت دید
بدید آنچہ از حد دیدن برون بود
مپرس از ماز کیفیت کہ چوں بود

ارشاد ہوا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ، جب کوئی حبیب کسی حبیب کے ہاں جاتا ہے تو کوئی ہدیہ تحفہ لے کے جاتا ہے ۔ آپ میرے لئے کیا تحفہ لائے ۔

شب معراج خالق نے کہا محبوب کیا لائے
کہا تحفہ عبادت کا ہے نذرانہ محمدؐ کا

التحیات للہ والصلوٰت والطیبات

پروردگار میری جان مال اور زبان سے جتنی عبادت ہو سکتی ہے وہ سب آپ کے لئے ہدیہ اور تحفہ لایا ہوں

جواب ملا اپنی عبادت اور نیاز مندی ۔۔ کے جواب میں ہمارے سلام رحمت اور برکت کا ہدیہ آپ کو دیا جاتا ہے

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پیغمبر آپ پر اللہ کی رحمت برکت اور سلام ہو

حضور کی شان کریمی کا اندازہ فرمایئے کہ اس مقام پر بھی امت کو فراموش نہیں فرمایا ۔

چو کردہ وعدہ با لطف در گوش
نہ کردہ امت خود را فراموش

جب لطف وکرم کے وعدے سماعت فرمائے تو امت کو بھی فراموش نہ فرمایا ۔

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب یہ تحفۂ عبدیت پیش کرنے کے بعد لطف وکرم سے سرفراز ہو تو حاملین عرش ملائکہ نے کہا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔

اللھم اجعلنا من عبادک الصالحین وصلی اللہ تعالیٰ علی نبینا سید المرسلین والحمد للہ رب العالمین

آہ! مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق امیر جمعیۃ اہل حدیث پاکستان

مولانا محمد فاروقی پروفیسر دیال سنگھ کالج — لاہور

؎ دل بدرد آمد زہجر انچنیں یک رنگ شیخ
لیک راضی ایم برفعل خداوند علیم

پیر کے روز گیارہ بارہ بجے کے درمیان میں۔ جناب علامہ علاؤ الدین صدیقی صدر شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، شعبہ کے پروفیسر اور دیگر کارکن دین و اسلام کی گفتگو میں محو تھے کہ علامہ صاحب نے تھوڑی دیر رک کر کہا ابھی ٹیلیفون آیا ہے مولانا داؤد غزنوی.. بعارضہ دل فوت ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون تعجب اور افسوس کے ہاتھوں ہماری گفتگو وہیں ختم ہو گئی۔ اگرچہ تعجب کی کوئی وجہ نہ تھی۔ کیونکہ مولانا مرحوم ایک طویل عرصہ سے دل کے عارضے میں مبتلا تھے اور اس تکلیف میں آدمی کو اپنی زندگی پر کوئی اعتماد نہیں رہتا۔ کیونکہ مرض کا وقتاً فوقتاً آنے والا ہر جھٹکا جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے۔ مگر مرحوم چونکہ طوالت تکلیف کے باوجود جانبر ہو رہے تھے۔ لہٰذا احباب کو آپ کی زندگی کی پوری امید تھی۔ چنانچہ آپ کی وفات کی خبر باعث صد حسرت و یاس ہوئی۔

قحط الرجال

تقسیم ملک کے وقت جس طرح خزانہ اور دیگر ملکی جائیداد کا وافر حصہ بھارت میں رہ گیا۔ اسی طرح مسلمان مذہبی اور سیاسی رہنما جو ہماری قوم کا اصلی اثاثہ انہیں کی بھاری اکثریت بھی ہندوستان کے حصے میں آئی۔ گویا پاکستان میں پہلے ہی قحط الرجال تھا۔ مگر جو چند بزرگ ہمارے حصے میں آئے تھے وہ عمر کی فصل پکنے کے ساتھ ساتھ اپنی اپنی باری کے لئے رخت سفر باندھ بیٹھے۔ اور ان چند سالوں کے اندر پورے کا پورا گروہ یہ کہہ کر اپنی صف لپیٹ گیا ؎

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا

بھلا۔ منزل یار میں امن و آسائش کہاں۔ جبکہ کوچ کا نقارہ بار بار یہ کہہ رہا ہے۔ اٹھو۔ چلو

مولانا مرحوم بلند نسب اور عالی حسب کے مالک تھے

استاذی محترم مولانا شہاب الدین مدظلہ سابق خطیب جامع چاہ برجی کو ارگرز غزنوی بزرگوں کے بڑے شیدائی ہیں۔ چنانچہ آپ ہمیں اکثر ان بیشتر بزرگوں کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ آپ نے بتایا کہ مولانا عبداللہ غزنوی جو مولانا مرحوم کے دادا تھے۔ بڑے ہی باصفا اور صاحب کشف بزرگ اور عالم تھے۔ آپ کی عاجزی اور انکساری کا یہ عالم تھا۔ کہ اگر کوئی شخص آپ کو مولوی صاحب کہہ کر پکارتا۔ تو آپ فارسی زبان میں فرماتے۔ بھائی مولوی کا مقام بہت بلند ہے۔ میں اس قابل کہاں۔ مجھے مولوی نہ کہا کرو۔ بلکہ عبداللہ یعنی میرے نام سے پکارا کرو۔ یہ کہہ کر آپ آبدیدہ ہوجاتے آپ کے ایثار اور قربانی کا یہ عالم تھا۔ کہ گھر میں جو کچھ ضرورت سے وافر ہوتا۔ شام سے پہلے پہلے اُسے غرباء میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ ایک دفعہ عصر کے وقت آپ کی مسجد میں ایک مسافر آیا۔ اس کے سامنے کسی دوست نے مولانا عبداللہ رح کو کچھ رقم پیش کی۔ جو آپ نے مغرب سے پہلے تقسیم کردی رات کو اس شخص نے مولانا سے روٹی کا سوال کیا مگر مولانا نے فرمایا۔ آج ہمارے گھر فاقہ ہے اسی شخص نے مولانا کو رقم لیتے دیکھا تھا۔ لہٰذا اس نے مولانا کے جواب کو ایک کنجوس کا بہانہ سمجھا۔ جیسے مولانا نے کشف سے فوراً معلوم کرلیا۔ اور اس شخص کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ دیکھو! عبداللہ پہ بدظنی نہ کرو۔ وہ رقم ساری کی ساری میں نے غربا میں تقسیم کردی ہے۔ لہٰذا آج ہمارے گھر میں فاقہ ہے ___

ایک دفعہ آپ طالب علم کو حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے اور یہ حدیث زیر بحث تھی۔ کہ جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کی، اور اللہ ہی کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے روک لیا۔ اس کا ایمان مکمل ہوگیا۔" اسی اثنا میں مسجد کے دروازے پر ایک سائل آگیا۔ اس نے کہا "خدا کے واسطے دے" مولانا جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کی طرف گئے تاکہ اسے کچھ دیں۔ مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے اس نے سوال کو دہراتے ہوئے کہا۔ "حسین رض کے واسطے دے" جس کو سنتے ہی مولانا انہیں قدموں پر بغیر دیئے واپس آگئے۔ اور طالب علم کو کہنے لگے۔ بھائی تم نے حدیث کو سمجھ لیا۔ دیکھو۔ جب اس نے اللہ کے کے لئے مانگا۔ تو میں اُسے دینے کے لئے گیا۔ مگر جب اس نے غیر اللہ کے لئے مانگا تو میں نے انکار کردیا۔ میں نے اُس سے اللہ کے لئے محبت کی، اور اللہ ہی کے لئے دشمنی، میں نے اسے اللہ ہی کے لئے دینا چاہا اور اللہ ہی کے لئے روک لیا۔ سبحان اللہ۔ اللہ کے دوستوں کی یہی شان ہے وہ اپنے عمل سے اسی طرح لوگوں کو دین سکھاتے ہیں

مولانا مرحوم کے والد ماجد مولانا عبدالجبار غزنوی رح کے بارے میں استاذی محترم نے بتایا۔ کہ ایک دفعہ آپ امرت سر میں آپ کی مسجد میں رات گزار رہے تھے کہ یکایک آپ کی نیند کھل گئی۔ آپ نے یوں محسوس کیا کہ باہر بارش ہو رہی ہے اور مسجد کی چھت سے قطرے ٹپک کر صفوں پر گر رہے ہیں۔ آپ نے فوراً بتی روشن کی۔ تاکہ صفوں کو لپیٹ دیں۔ فرماتے ہیں۔ کیا دیکھتا ہوں۔ مولانا عبدالجبار رکوع میں گرے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں سے زار زار آنسو گر کر صفوں پر آواز پیدا کر رہے ہیں۔ مولانا نے بتایا میں نے بہت حجاب محسوس کیا اور فوراً بتی بجھا دی ___

ایک دفعہ مولانا کے درس میں کسی شخص نے امام ابوحنیفہ رح کے بارے میں کہا کہ ان کو صرف ۱۷ احادیث یاد تھیں۔ اس پر موصوف برافروختہ ہوگئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ جو شخص اکابرین کی عزت نہیں کرتا۔ وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد وہ شخص مرزائی ہوگیا۔ سبحان اللہ۔ بزرگوں کی یہی شان ہوتی ہے۔ ان میں تشدد و تعصب نام کو نہیں ہوتا ؎

خورشید وار دیکھتے ہیں سب کو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہیں

مولانا کو مسلمانوں کے باہمی اتحاد و ملاپ کا اس درجہ اہتمام تھا۔ اور جب مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی رح اور نواب صدیق حسن رح کے درمیان فروعی مسائل تقلید وغیرہ پر جھگڑا چھڑا اور جس تنازعہ نے برصغیر ہندوستان کے سارے مسلم ذہن کو باہمی چپقلش پر اُکسایا۔ تو اس جھگڑے کا خاتمہ بھی مولانا عبدالجبار غزنوی رح کے ہاتھوں ہی ہوا۔

مولانا مرحوم نے ساری زندگی اپنے فکر و عمل سے اپنی خاندانی روایات کو ٹھیک ٹھیک بحال رکھا

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رح نہایت معتدل مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ آپ نے پوری زندگی میں فروعی اختلافات میں کبھی دلچسپی نہیں لی۔ آپ ملک و قوم کی خیر خواہی میں ہر مسلمان مذہبی فرقے سے بغیر کسی اختلافی احساس کے مل جل کر رہتے۔ اور ان کی شفقتا

فوقتاً تقریبوں میں بہ طیب خاطر حصہ لیتے۔ میں نے مولانا مرحوم کو مدرسہ اشرفیہ کے سالانہ جلسے میں تقریر کرتے دیکھا۔ کہ آپ امام ابوحنیفہ رح کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ دوران تقریر آپ احادیث عربی متن پڑھتے اس وقت آپ کی طبیعت پر رقت طاری ہوتی۔ جس سے مجلس میں جذبے کا سماں پیدا ہو جاتا۔ کم و بیش ۱۸ سال ہوئے میں نے جمعۃ الوداع کے روز چینیانوالی مسجد میں فضیلت رمضان شریف پر آپ کا خطبہ سنا۔ آپ کے ذوق وشوق اور طرز خطابت کا نقشہ جو آپ نے اس دن پیش کیا تا حال میری طبیعت کو مسرور رکھتا ہے آپ مجسم تواضع تھے۔ ہماری جمعیۃ اشاعت اسلام کا پہلا پمفلٹ بعنوان تعلق باللہ پچھلے سال شائع ہوا ان دنوں مولانا یونیورسٹی میں ایک تقریب پر تشریف لائے۔ میں جلسہ گاہ میں داخل ہو ہی رہا تھا۔ کہ مولانا مجھے دیکھتے ہی اور اپنی جگہ سے اٹھ کر میری طرف تشریف لے آئے۔ اور مجھے گلے لگا لیا میں نے کہا۔ آپ مجھے ہمیشہ گنہگار بناتے ہیں۔ فرمانے لگے۔ میں نے اپنی پوری عمر میں کبھی کسی کا پمفلٹ نہیں پڑھا۔ کل آپ کا پمفلٹ پڑھا۔ اس وقت سے آپ کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ آپ کی طبیعت میں خود مزاجی نام کو بھی نہیں تھی۔ عام وخاص سے ایک ہی لہجہ رکھتے۔ گفتگو کرتے وقت ایسے بے تکلف ہوتے کہ بیگانہ بھی آپ کو دوست شمار کرنے لگتا جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی۔ تقویٰ و زہد بھی ساتھ ساتھ اسی رفتار سے بڑھتا گیا۔ آپ نے تمام عمر نماز تہجد اور صبح کے وظائف کو باقاعدگی سے نبھایا ہے۔ چند ماہ ہوئے آپ ڈاکٹر نظام الدین صاحب ہومیوپیتھ کے مطب میں تشریف لائے اتفاقاً کچھ دیر بعد میں بھی پہنچ گیا۔ باتیں شروع ہوگئیں۔ میں نے کہا ہندوستان میں جن علماء سے اسلام کی اشاعت ہوئی ہے۔ وہ سارے کے سارے صوفیانہ مسلک رکھتے تھے۔ فرمانے لگے میں بھی حیران ہوں۔ کہ آج ہمارے ہر مسلک کے مبلغین سوز و درد کو چھوڑ کر جھگڑے اور مناظرے کی قوت سے اسلام زندہ رکھنا چاہتے ہیں

جمعیۃ اہلحدیث کو مولانا کے انتقال سے جو خسارہ ہوا۔ یقیناً اہل جمعیت اس نقصان کی تلافی پر فکرمند ہوں گے۔

پروفیسر مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی مدظلہ ایم اے۔ ایل ایل۔ بی کی ذمہ داری

بیا تا کار ایں امت بسازیم
قمار زندگی مردانہ بازیم

سید محترم آپ کو خود معلوم ہے۔ کہ آج ہمارے تعلیمی اداروں کی حیثیت مغربی تہذیب کچھ آماجگاہ سے زیادہ کچھ نہیں۔ چنانچہ اسے کسی ادارے میں زندگی کی بازی لگا بیٹھنا آپ جیسے عالی نسب کے شایان شان ہرگز نہیں ہے۔ خدا را اپنے آپ کو ٹٹولیئے۔ آپ کے اباؤ اجداد نے آپ کو بطور امانت رگ فاروقی عطا کی ہے۔ دین و ایمان کی یہ رگ سراسر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔ جس کے بارے میں روز قیامت آپ مسئول ہونگے۔ قاعدہ ہے "الولد سر لابیہ" بیٹا باپ کی شخصیت کا کھلا ہوا بھید ہوتا ہے آپ کے آباؤ و اجداد آزاد لوگ تھے پھر آپ کب تک کالج میں تہذیب مغرب کی لکشمی کا طواف کرتے رہیں گے

بندہ آزاد را آید گراں
زیستن اندر جہان دیگراں

اٹھیئے۔ آج اس فتنے کے دور میں اپنی جدید وقدیم تعلیم کے امتزاج کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ سے رنگین بنا کر ناموس محمدؐ کا احیاء کر دکھایئے۔ تقویٰ و توحید سے اپنی ذات کو خوش بخت بنا کر بدبختوں کو خوش بخت بناتے رہنا یقیناً آزاد مردوں کا شیوہ رہا ہے

مولانا مرحوم کی خوش بختی آپ کی نماز جنازہ سے ظاہر سے ہو رہی تھی

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل مدظلہ نے نماز جنازہ کی امامت جس متانت اور دلجوئی سے کی ہے اس سے شیخ الحدیث کی ایمانی استقامت اور صاحب دل کا ثبوت ملتا ہے، پوری مجلس پر رقت طاری تھی۔ نماز جنازہ کے بعد میں نے اپنے دوستوں سے کہا۔ اگر میری میت کو بھی ایسی ہی نماز جنازہ میسر آگئی۔ تو یقیناً میری خوش نصیبی ہوگی۔ کیونکہ ہمارے رونے پر اللہ کی رحمت کا سعی ہے۔ بھلا جہاں ہزاروں انسان رونے لگیں وہاں رحمت الٰہی کا کیا سماں بنتا ہوگا

مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہر کجا آب رواں سبزہ شود
ہر کجا اشک رواں رحمت شود
نالا و گریہ قوی تر مایہ ایست!
رحمت حق را کہ کلی دایہ ایست!

یعنی ہمارا رونا اللہ کی رحمت کو یوں اٹھا لیتا ہے۔ جیسے دایہ بوقت پیدائش بچے کو گود میں سے لے لیتی ہے۔ جس طرح بارش سے سبزہ اگتا ہے ٹھیک ویسے ہی جہاں آنسو برستے ہیں۔ وہاں رحمت الٰہی اگنے لگ جاتی ہے

دعا

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنو ربنا انك رؤف رحیمہ

(ترجمہ) اے خدا ہمیں بخش دے۔ اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے مر چکے ہیں۔ بخش دے۔ اور ہمارے دل میں مسلمانوں کی طرف سے کدورت پیدا نہ کر اے ہمارے پروردگار تو بڑا مشفق و مہربان ہے

بقیہ:- یادگار اسلاف

چار پانچ دن تک آپ کے پاس ٹھہرے گے۔ اس چٹھی کو پڑھ کر تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور بہت عزت سے اتارا —

آپ اسی افسر کے ہاں تھے کہ مولانا عبداللہ لغاری، محمد علی اور عبدالرحمٰن تینوں پہنچ گئے۔ آپ کے پاس ایک اور خط بھی تھا جو خواجہ پیرحسن جان سرہندی کا تھا وہ بوستان میں ان کے ایک مرید کے نام تھا اس خط میں درج تھا کہ ہمارے آدمی افغانستان جانا چاہتے ہیں۔ انہیں وہاں پہنچانے کا انتظام کیا جائے آپ نے مولانا عبداللہ لغاری اور عبدالرحمٰن دونوں سے کہا کہ یہ خط لے جاؤ۔ چنانچہ یہ گئے اور خط مکتوب الیہ کے حوالے کیا، اس نے کھول کر پڑھا اور کہا اگر یہ میرے بزرگ کا نہ ہوتا تو میں گرفتار کرا دیتا اب میرا احسان یہی سمجھو کہ میں تمہارے متعلق کسی سے کچھ نہ کہوں گا۔ تم اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔ یہ دونوں واپس آپ کے پاس آئے۔ جو کچھ اس نے کہا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا، اچھا چمن جا کر کوئی تدبیر نکالو۔ انہی دنوں عبدالرحیم سندھی اور مولوی خدا بخش صاحب بھی کوئٹہ میں پہنچ گئے۔ وہ آپ سے ملنے آئے تو ان سے معلوم ہوا کہ چمن میں ایک پٹھان ہے اس کی معرفت حیدرآباد سندھ کے نومسلم افغانستان بھیجے جاتے تھے۔" انہوں نے چمن میں جا کر اس پٹھان سے کہا کہ آپ افغانستان پہنچانے کا انتظام کر سکتے ہیں؟ اس نے کہا لاؤ کہاں ہم موم۔ میں؛ واپس آکر آپ سے یہ بات کہی گئی تو آپ نے فرمایا یہ تجویز درست نہیں" ہاں صرف محمد علی کو روپیہ دیا اور اس پٹھان کے پاس بھیج دیا وہ نومسلم ہے چنانچہ پٹھان کے ذریعہ افغانستان میں پہنچ گیا

باقی آئندہ

احکم الحاکمین کی عدالت میں پیشی

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ - لاہور

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ قف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ پارہ ۳ آیت ۲۸۱ البقرۃ —

ترجمہ! اور ڈرتے رہو اس دن سے جس دن تم لوٹائے جاؤگے اللہ کی طرف پھر پورا بدلہ دیا جائے گا۔ ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

آخرت کی زندگی پر اعتقاد مذہب کے لئے ایک بنیادی پتھر ہے ساری ایمانی عمارت اسی کے سہارے کھڑی ہے اس کا خیال اگر دل سے نکل جائے تو ساری عمارت دھم سے گر پڑتی ہے اس لئے مسئلہ توحید کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور اسی پر دیا گیا ہے - یہ کارخانہ حیات پہلے نیست و معدوم تھا۔ خالق بے نیاز نے اس کو ہست و موجود فرمایا پھر رفتہ رفتہ اس کو نابود کرے گا۔ اس کے بعد وہ قادر مطلق اس کو دوبارہ پیدا کرے گا - اگر انسان بصیرت سے کام لے تو اس کی فطرت سلیمہ ضرور عقیدہ آخرت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور انسان یہ یقین کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس دنیوی زندگی کے ماورا ایک اور زندگی بھی ہے۔ جہاں ظاہری اور مجازی رنگ میں کسی کی حکومت نہ رہے گی اس دن اکیلے شہنشاہ مطلق کا راج ہو گا۔ جس کے آگے ہر طاقت سرنگوں ہوگی۔ تمام اولین و آخرین قبروں سے نکل کر ایک کھلے میدان میں اللہ تعالٰے کے حضور میں پیش ہوں گے خوف اور گھبراہٹ سے دل دھڑک دھڑک کر گلوں تک پہنچ جائیں گے - اور لوگ ان کو ہاتھ سے پکڑ کر دبائیں گے کہ کہیں سانس کے ساتھ باہر نہ نکل پڑیں۔ وہاں عدل مطلق کی حکمرانی ہوگی وہ عدل مطلق جس کا نمونہ دنیا میں نایاب ہے انسان کے ایک ایک قدم - ہر ہر قول و فعل اور ہر ہر سانس کا حساب لیا جائیگا اور اس کے اعمال کی پوری جزا سزا دی جائے گی اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ہر نیک و بد کو اس احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونا پڑے گا اور اپنے اعمال کا محاسبہ دینا ہو گا وہ ایسی عدالت ہو گی جس کے فیصلہ پر کوئی رشوت کوئی سفارش اور کوئی رعایت اثر انداز نہ ہوسکے گی نہ وہاں کوئی رشتہ کام دے سکے گا۔ بھائی بھائی سے بھاگے گا۔ کوئی کسی کی مصیبت میں شریک ہونا گوارا نہ کرے گا اپنی اپنی خلاصی کی فکر ہو گی انسان ماں باپ سے بھی آنکھ چرائے گا بہن بھائیوں سے بھی الگ ہو جائے گا بیوی اور بچوں کی بھی پرواہ نہ کریگا۔ جن کی خاطر دنیا میں خدا کو بھی بھلا دیا تھا اور دن رات ان کے لئے مال جمع کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ نہ کسی کی سزا پاتے کو تیار ہو گا نہ اپنی حسنات میں سے کسی کو حصّہ دینے کو تیار ہو گا نجات وہی حاصل کریگا جو حسنات کی پونجی لیکر اس میدان میں جائے گا۔

قیامت کے دن انسان کے اعضاء اللہ تعالٰی کی عدالت میں انسان کے خلاف استغاثہ دائر کریں گے

انسان جب اس دنیا سے گزر کر آخرت کے عالم میں پہنچے گا تو اس کا دماغ اس کا دل اس کی آنکھیں اس کے کان اور اس کے ہاتھ پاؤں غرضیکہ اس کا رونگٹا رونگٹا خدا کی عدالت میں اس کے برخلاف استغاثہ دائر کرے گا کہ خدایا اسی ظالم نے دنیا میں تیرے خلاف بغاوت کی اور اس بغاوت میں ہم سے زبردستی کام لیا وہ زمین جس پر انسان نا فرمان بن کر چلتا رہا اور آباد رہا اور وہ رزق جس کو اس نے نا جائز طریقوں سے کمایا اور وہ دولت جو حرام کے ذریعہ سے کمائی اور حرام ہی طریقہ پر خرچ کی اور وہ سب چیزیں جن پر اس نے باغی بن کر غاصبانہ تصرف کیا۔ وہ سب آلات و اسباب جن سے اس نے اس بغاوت میں کام لیا انسان کے مقابلہ میں فریادی بن کر آئیں گے اور اللہ تعالٰے جو حقیقی منصف ہے اس مظلومی کی دادرسی میں اس باغی کو ذلت کی سزا دے گا۔ اس انسان سے بڑھ کر باغی کون ہو گا۔ جو خدا کے دیئے ہوئے دماغ سے خدا ہی کے خلاف سوچنے کی خدمت لے اور خدا کے عطا کئے ہوئے دل میں خدا ہی کے خلاف خیالات رکھے۔ اللہ تعالٰے کی عطا کی ہوئی زبان ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کو خالق کی پسند اور مرضی کے خلاف استعمال کرنا انسان کی نمک حرامی۔ غداری اور احسان فراموشی ہے۔

دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونیکی تیاری کرنی چاہیئے

اے انسان! اللہ تعالٰے تیرے سانس بھی گن رہا ہے جس طرح تیرے ہر قول و فعل کا اس کی عدالت میں محاسبہ ہو گا۔ اسی طرح تیرے ہر ہر سانس کا بھی حساب لیا جائیگا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ انسان دن اور رات میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے اور خدا کے حضور میں یہ سوال ہو گا۔ کہ انہیں کیونکر صرف کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ دن رات میں کم از کم چوبیس ہزار دفعہ اللہ تعالٰے کا ذکر کرنا چاہیئے۔ نماز اگر کسی وجہ سے وقت پر نہ پڑھی جا سکے تو قضا کر کے پڑھی جا سکتی ہے لیکن سانس جو غفلت میں جا چکا اُسے کسی صورت میں واپس نہیں لایا جاسکتا اور نہ اس کی قضا ہو سکتی ہے جب تک یہ چلتا ہے اللہ کا نام لیتا رہ -

اے انسان! جب تو آخری سانس لے گا اور تیری روح تیرے بدن کو چھوڑدیگی تو دنیا کی سرحد سے پار ہو کر دوسرے عالم میں پہنچ جائے گا اور بے کسی، بے بسی اور پریشانی کے عالم میں اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہو گا اور تیرے ظاہری اور باطنی اعمال سب کھول کر تیرے سامنے رکھ دیئے جائیں گے اور تجھ سے جواب طلب کیا جائیگا ذرا سوچ اس وقت تیرا کیا حال ہو گا۔ دنیا کے ایک ایک لمحے کی قدر جان ایک ایک منٹ کی قدر پہچان جس دن تیرا سانس رُک جائے گا تو تیرے اعمال کا سلسلہ جس سے تو اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرتا تھا ختم ہو جائے گا

احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونے سے پہلے اعمال کا جائزہ لے اور ان کی اصلاح کر ورنہ عدالت میں حاضر ہونے پر پچتائیگا، لیکن وہاں کا پچتانا کسی کام نہ آئے گا۔ ایسی عدالت کی پیشی کو ایک منٹ کے لئے بھی فراموش نہ کر۔ وہ پیشی قطعی اور یقینی ہے —

یہ دنیا دل لگانے کی چیز نہیں ہے بلکہ ایک دھوکا ہے جو اس دھوکے سے بچ کر نکل گیا اور جس نے آخرت کی اعلیٰ ترین زندگی کے لئے تیاری کر لی وہی دانا اور بینا ہے۔ آخرت میں دنیا کے ساز و سامان کام نہیں آئیں گے وہاں اعمال صالح ہی تسکین کا باعث ہونگے۔ قبر کے اندھیرے کو روشنی میں تبدیل کر دیں گے اور بارگاہ ایزدی میں پیش ہونے پر عزت اور سرفرازی کا ذریعہ ہونگے۔

شرح سورۃ الحشر

از امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ: خدا بخش و بشیر احمد بی اے

انقلاب کے اجزاء ثلاثہ

انقلاب کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں:-
(۱) نصب العین (۲) پروگرام (۳) مرکزی کمیٹی

(۱) اسلام کا نصب العین تو یہ ہے :- ھوالذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ (الفتح : ۲۸)

(۲) اسلام کا پروگرام قرآن حکیم ہے

(۳) اس کی مرکزی کمیٹی السابقون الاولون من المہاجرین والانصار (التوبہ : ۱۰۰) کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشیر اور معتمدین تھے ان کے بعد ان کی جگہ جو کمیٹی کام کرے گی الذین اتبعوھم باحسان اس کے لئے انہی کا طرزِ عمل انقلاب میں قابلِ اقتداء ہوگا۔

انقلاب میں دھوکا کیا ہے؟

ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین اٰمنوا: ایمان والوں کے لئے ہمارے دلوں پر کوئی کھوٹ پیدا نہ ہونے لگے۔ ہم ان کو دھوکا نہ دیں کہ نام تو لیں قرآنی انقلاب کا اور جمع کرنے لگیں۔ سرمایہ اور قوموں پر حاصل کریں تغلب جو ان سابقین بالایمان نے نہیں کیا ہے۔ زر پرستی اور ملوکیت کی شکل پیدا کرنے کے سامان اسلام کے نام سے جمع کرنا کھوٹ اور دھوکا (غل) ہے لوگ ہم پر اعتماد تو اس لئے کرتے ہیں کہ ہم اسلام کو اصلی شکل میں قائم کرکے دکھائیں گے اور ہم ان کو دھوکا دے کر اپنی شہنشاہی قائم کر لیں خدا کرے ایسا نہ ہو۔

مالِ فئے کی تقسیم کا سبب

ان کو یہ روپیہ کیوں دیا گیا؟ یعنی ساری قوم یا ساری پارٹی میں یہ روپیہ کیوں تقسیم کیا گیا ہے؟ اس کی غرض یہ ہے کہ اس پارٹی کو فکرِ معاش سے بے فکر کرنا مقصود ہے تاکہ وہ اپنے مخالفوں کے مقابلے کے لئے مضبوطی کے ساتھ تیار ہو جائے اس کے مخالفین اسلام کے خلاف جو بین الاقوامی پروگرام بناتے ہیں یہ پارٹی ان سب کا مطالعہ کرتی رہے اور اپنی اور اپنے پروگرام کے تحفظ کے لئے ذرائع اور اسباب فراہم کرتی رہے اور دشمنوں کے مقابلے میں بین الاقوامی نظام پیدا کرے اب یہ پارٹی دوسری قوموں کو اپنا ہم خیال بنا کر انصار کی جماعت میں شامل کرے گی اور اس سرمایہ کی مدد سے اپنا کام مستقل طور پر جاری رکھے گی۔

۱۱ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ ... لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

قرآن کے خلاف بین الاقوامی محاذ

کیا آپ نے نہیں دیکھا ان منافقوں کو جو اہل کتاب کے کافروں یعنی یہودیوں سے کہتے ہیں کہ "اگر تم کو نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں کسی کا حکم نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہیں مدد دیں گے (اس طرح یہ مسلمانوں کے خلاف ایک بین الاقوامی محاذ پیدا کر رہے ہیں) مگر اللہ اس بات کو صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہے کہ یہ لوگ (منافقین) جھوٹ بولتے ہیں

منافق کون ہے؟

حزب اللہ کی تنظیم ہو جانے کے بعد وہ لوگ جو اس کے نظریات کے موافق نہیں ہیں وہ منافق ہیں یہ چاہتے کہ قرآن حکیم کو سیاسی قوت حاصل نہ ہو۔

۱۲۔ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ

دو پیشگوئیاں

اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ (منافقین) ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اگر اہل کتاب کے ساتھ جنگ ہوئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد میں آ بھی کھڑے ہوں گے تو وقت پر پیٹھ دکھائیں گے پھر ان (منافقین) پر جو تکلیفیں آئیں گی ان پر ان (منافقین) کو کوئی مدد نہ دے گا۔

۱۳:۔ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝

مضبوط مسلح جماعت کی ضرورت

البتہ تمہارا خوف ان کے دلوں میں (اللہ کے خوف) سے زیادہ ہے یہ اس لئے کہ وہ نہیں سمجھتے۔

یہ لوگ قانون کی اس وقت تک عزت نہیں کرتے جب تک ان کو کوئی دھمکانے والا نظر نہ آئے یہ لوگ قرآن حکیم کی حکومت کا انتظار کرنے کی خاطر یہودیوں سے اتصال کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تمہارے خلاف خدا کا حکم بھی آیا تو ہم اُسے بھی قبول نہ کریں گے اس سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ ان کے دلوں میں خدا کے قانون کی کتنی وقعت ہے اس لئے مسلمانوں کی ایک بہت مضبوط جماعت قرآن حکیم کی حمایت کے لئے ہر وقت تیار رہنی چاہئے جو ان لوگوں کو بہ قرآنی قانون کے احترام پر مجبور کر سکے۔

پروگرام

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ

۳ رجنوری ۶۴ء تشریف آوری منٹگمری ۹ ۳/۴ شب بذریعہ تیزرو

۴ رجنوری ۷ ۱/۴ بجے صبح درس قرآن کارخانہ حاجی محمد الدین محمد لطیف منٹگمری

۱۰ ۱/۲ بجے صبح۔ خطاب کارکنان میٹنگ جمعیۃ العلماء اسلام پاکپتن روڈ مسجد نور نزد میونسپل کمیٹی

قبل نماز ظہر۔ قیام بر مکان مولوی محمد شریف صاحب، غریب بستی

۴ ۱/۴ بجے شام بذریعہ خیبر میل واپسی لاہور

موت العالِم موت العالَم

حضرت مولانا قاری محمد عیسیٰ صاحب مبلغ اعظم جمعیۃ العلماء الاسلام صوبہ سندھ اس دنیا سے بطرف دارالبقاء روانہ ہوئے

انا للہ وانا الیہ راجعون ۝

احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

(غلام رسول بردیہی سندھ)

اور جس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق درست ہوگیا تو اُس کی دنیا سے ہی جنت شروع ہوگئی۔

دوسری منزل۔ عبدیّت

توبہ سے عبدیت کا دروازہ کھلتا ہے اگر توبہ سچی ہوگی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ کی بندگی و نیاز مندی کی سرگرمی پیدا ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے تائبون کے بعد عابدون فرمایا ہے۔ چنانچہ توبہ میں جو ندامت و پشیمانی طاری ہوگی اس سے قلب میں صفائی پیدا ہوگی اور جب قلب سے تاریکی دور ہوگی تو اپنی غلامی و بندگی ظاہر ہوگی اور عبدیت کا دروازہ کھل جائے گا۔

عبدیت کا دروازہ

بزرگانِ محترم! عبدیت کا دروازہ ایاکَ نعبد ہے۔ یعنی اپنے قول و فعل سے یہ شہادت دینا... کہ اے اللہ ہم صرف اور صرف تیرے ہی غلام ہیں اور تیرے سوا کسی دوسرے کی بندگی نہیں کرتے ؎

اِلٰھِیْ عَبْدُکَ الْعَاصِیْ اَتَاکَا
مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاکَا

اے اللہ تیرا گنہگار بندہ تیرے در پر حاضر ہوا ہے اور اس حالت میں حاضر ہوا کہ اپنے گناہوں کا اقرار کر رہا ہے اور فقط آپ ہی کو پکار رہا ہے۔

ایاکَ نعبد کے بعد ایاکَ نستعین ہے یعنی زبانِ قال و حال سے یہ کہنا کہ اے اللہ۔ جب ہم فقط آپ ہی کے بندے اور غلام ہیں تو مدد بھی فقط آپ ہی سے چاہتے ہیں اور آپ کے علاوہ کسی غیر کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا اپنی عبدیت کی توہین اور تیری ذات کے ساتھ شرک خیال کرتے ہیں۔ اے اللہ! اے ہمارے مالکِ حقیقی اور پیارے معبود! ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہماری توبہ نہ ٹوٹے گی بلکہ ہم اپنے عجز و درماندگی کا اقرار کرتے ہیں اور تجھ سے استقامت کے طالب ہیں۔ اے ہمارے مولائے کریم! ؎

فَاِنْ تَغْفِرْ فَاَنْتَ لِذَاکَ اَھْلٌ
وَاِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ یَّرْحَمْ سِوَاکَ

پس اگر آپ بخش دیں اور ہماری مغفرت فرمادیں تو آپ یقیناً اس کے اہل ہیں اور اگر آپ بندگانِ حقیر و پُر تقصیر کو اپنی بارگاہ سے نکال دیں تو پھر کون ہے جو آپ کے سوا ہمارے اوپر رحم کر سکے۔ مختصر یہ کہ تائبون کے بعد عابدون فرماکر حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ حقیقت واضح فرما دی کہ توبہ کی برکت سے غلامی کا دروازہ انسان پر کھل جاتا ہے۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی بنا پر اپنے متوسلین کو ہر روز کم از کم دو سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ خود ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز سو مرتبہ سے زائد استغفار کیا کرتے تھے حالانکہ وہ ہر قسم کے گناہوں اور خطاؤں سے معصوم اور پاک تھے اور مقامِ عبدیت و شانِ عظمت میں اپنا کوئی جواب مخلوقِ خداوندی میں نہ رکھتے تھے ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تیسری منزل، تسبیح و تحمید اور فکر و ذکر

عابدون کے بعد حامدون فرماکر حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ عبادت گزاری کی زندگی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو فکر و ذکر کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اور اس پر ملکوت السمٰوٰت کے مشاہدہ و معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ پھر وہ جس طرف نگاہ اٹھاتا ہے اپنے اللہ کی قدرت دیکھ کر اس کی حمد و ثناء کے جوش سے معمور ہو جاتا ہے۔ اوپر نگاہ اٹھاتا ہے تو آسمان، چاند ستارے اور آفتاب جیسی مخلوقاتِ عجیبہ کو دیکھ کر اللہ جلشانہٗ کی تعریف بیان کرتا ہے۔ نیچے نگاہ جاتی ہے تو زمین اور زمین کی مخلوقاتِ عجیبہ دیکھ کر حمدِ الٰہی کے ترانوں میں مست ہو جاتا ہے اور اپنے گرد و پیش پر نظر دوڑاتا ہے تو شانِ ربی کے پھیلے ہوئے مظاہر کو دیکھ کر تحمید و تسبیح میں مگن ہو جاتا ہے اور خود اپنی ذات میں غور کرتا ہے تو اُسی مالک و خالقِ حقیقی کی کارفرمائی رگ رگ میں سرایت کرتے ہوئے دیکھ کر بے اختیار اُس کی یاد میں محو ہو جاتا ہے۔ غرض بندگی اور غلامی کی برکت سے حمد کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور انوارِ عبدیت کے باعث عالم کا ہر ذرہ اور پتّہ پتّہ اس کے لئے معرفتِ الٰہی کا دفتر بن جاتا ہے۔

چوتھی منزل سیاحت

حمد کے بعد مومن صادق پر سیاحت کا دروازہ کھلتا ہے۔ توبہ و انابت کا احساس، عبادت کا ذوق اور تحمید و تسبیح کا عرفان اسے گھر میں چین سے بیٹھنے نہیں دیتا چنانچہ اس کے قدم وطن و مکان کی الفت کی زنجیریں توڑ کر سیر و سیاحت میں سرگرم ہو جاتے ہیں۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سیاحۃ امتی الصیام میری امت کی سیاحت روزہ ہے۔ سچے مومن کی شان یہ ہے کہ وہ گھر بیٹھے سفر کر رہا ہے یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کے قرب کا راستہ طے کر رہا ہے۔ القصہ دنیا سے دل نہ لگانا، بے تعلق رہنا اور سیاحت سلوکِ ایمانی کی چوتھی منزل ہے۔

پانچویں منزل۔ رکوع و سجود

سائحون کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے راکعون ساجدون فرمایا۔ قائمون کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ رکوع قیام کے بعد ہی ہوتا ہے پس رکوع کا ذکر اپنے اندر قیام کے ثبوت کو بھی لئے ہوئے ہے۔ مقصود سائحون کے بعد راکعون ساجدون کہنے سے یہ ہے کہ جو کاروانِ عمل پہلی منزلوں سے گزر گیا اس نے گویا اصلاحِ نفس کی مسافت طے کر لی اور اب بندگی و نیاز مندی کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ مومن صادق کا سرِ نیاز ہمیشہ کے لئے اپنے معبودِ حقیقی کے سامنے جھک جائے۔ دوسری جگہ سورہ فتح میں صحابہؓ کی شان میں یہ بیان ہے کہ

ترٰھم رکعا سجدًا — تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع و سجود کر رہے ہیں۔ یعنی بندگی اور نیاز مندی میں مکمل اور پورے ہیں۔

چھٹی منزل۔ نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا

اب جو لوگ بندگی و نیاز مندی میں پورے ہو جائیں اور اصلاحِ نفس کی مسافت طے کر لیں انہیں امرون بالمعروف وناھون عن المنکر کا مقام حاصل ہو جائے گا یعنی وہ اپنی تعلیم و تربیت کا معاملہ پورا کرکے دوسروں کے لئے معلم و مربی ہو جائیں گے۔ لوگوں کو بھلی باتوں کی تعلیم دیں گے اور بُری باتوں پر روک ٹوک کریں گے۔ یہی چھٹی منزل ہوئی اور یہ کام سب سے آخر میں خوب پختگی ہو جانے کے بعد سپرد کیا جاتا ہے۔ طریقت کے سلسلوں میں بھی کسی شخص کو اُسی وقت مجاز قرار دیا جاتا یا خلیفہ بنایا جاتا ہے جب وہ تزکیہ و ترقی کے پہلے پانچ درجے طے کر چکا ہو۔ اور بندگی و نیاز مندی میں کامل ہو چکا ہو۔

ساتویں منزل۔ حدود اللہ کی پاسبانی

آخری منزل الحافظون لحدود اللہ کا مقام ہے یہاں پہنچ کر مومن صادق کے تمام اعمال حدودِ الٰہی کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں۔ وہ خود اپنے اعمال میں بھی حدود اللہ کی کامل نگہداشت رکھتے ہیں اور اپنے وجود سے باہر بھی ان کے نفاذ و قیام کی نگہبانی کرتے ہیں یعنی وہ خود بھی حدود اللہ کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی حفاظتِ حدود کی تعلیم دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے باوجود بھی اگر وہ اپنی عبدیت میں کچھ نقص دیکھتے ہیں تو توبہ سے اس کی تلافی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا مومن بننے اور سلوکِ ایمانی کی یہ منزلیں طے کرنی کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ: مکتوب مولانا حبیب اللہ مدظلہ

ہوں ۔ کہ مرحومہ و مغفورہ کو علمی کتابوں کے مطالعہ کا خاص ذوق تھا ۔ فارسی زبان کی بڑی اچھی استعداد تھی ۔۔۔ متقدمین میں سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کیمیائے سعادت سے قلبی شغف تھا ۔ سردی کے موسم میں نماز عشا کے بعد لحاف میں بیٹھ کر بجلی کی روشنی میں گھنٹوں اور بہر دل رات اس کا مطالعہ کرتی تھیں ۔ ہر موسم سرما میں تقریباً تین یا چار مرتبہ کیمیائے سعادت پوری ضخیم کتاب از اول تا آخر ضرور ختم کر ڈالتی تھیں ۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر کلام ان کو حفظ تھا علیٰ ہذا القیاس فارسی کے بہت سے منتخب اشعار ان کو محفوظ تھے ۔ خاص طور زیب النساء بنت شہنشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ کا دیوان مخفی بھی زیر مطالعہ رہتا تھا ۔ ایک مرتبہ مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے تمہارے ابا جان رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زیب النساء کا یہ مصرعہ پڑھا ۔

زیب و زینت من ہمیں است و بس
کہ نامِ من زیب النساء

تو ابا جان رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں یہ تصرف شعری کیا ۔

زیب و زینت من ہمیں است و بس
کہ نامِ من بندہ خدا

یہ شعر میں نے خود کہیں نہیں لکھا ہوا پڑھا ۔ بنا بریں ممکن ہے کہ الفاظ میں کچھ کمی بیشی ہو گئی ہو ۔ ابو طالب کلیم اور انوری کا کلام ان کو یاد تھا ۔

شعرائے اردو میں مولانا الطاف حسین حالی مرحوم کی پوری مسدس حالی از اول تا آخر ان کو نوک بر زبان حفظ تھی ۔ حالی کے بعد دوسرے درجہ پر اکبر الہ آبادی کا کلام ان کو بہت پسند تھا ۔ اکبر الہ آبادی کے بیشمار اشعار ان کو حفظ تھے اور بہت سے اساتذہ کا کلام ان کو یاد تھا ۔ ان کے اشعار پڑھنے کا انداز بھی بڑا ہی دلکش و دل نشین تھا ۔ افسوس بہت سی خوبیاں جو انہیں کے ساتھ دفن ہو گئیں ۔ ان میں سے ایک ان کی یہ خوبی بھی تھی ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔۔۔

میرا قیاس یہ ہے کہ ان کی اولاد میں سے ان کی ان صفات کمال کا کوئی بھی وارث نہیں ہوا ۔ والغیب عند اللہ زبان فارسی میں علم اخلاق، پند و نصائح میں ایک کتاب انہوں نے تالیف کی جس کا نام " زینت النساء " رکھا مجھ کو کتاب دی کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیۃ العلماء ہند اور مفتی اعظم ہند سے اس پر تقریظ لکھوا لاؤ ۔ کتاب لے کر میں حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ حضرت مفتی صاحب نے بغور کتاب کا مطالعہ فرمایا ۔ اور پھر فرمایا کہ کتاب واقعی بڑی قابل قدر ہے ۔ لیکن وہ کتاب مجموعہ تھی نظم و نثر کا فرمایا نظم کے اشعار مشق پختہ نہ ہونے کی وجہ اور اساتذہ میں سے کسی سے باقاعدہ اصلاح نہ لینے کی وجہ سے ابھی قابل اصلاح ہیں ۔ ایک دو نام میرے سامنے لئے کہ اشعار کی اصلاح و تصحیح ان سے کروا لینی چاہیئے ۔

بہر حال یہ واقعہ دلیل ہے اس بات کی کہ تصنیف و تالیف سے بھی ان کو مناسبت تھی ۔ مصنفین میں سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح کی اکثر و بیشتر تصانیف کا انہوں نے مطالعہ کیا تھا ۔ خصوصاً بہشتی زیور بارہا بچیوں کو پڑھایا ۔ فقہی مسائل جو اس میں آ گئے ہیں ۔ وہ پورے طور پر ان کو مستحضر تھے ۔ دوسرے درجہ پر زبان اردو کے مصنفین میں سے ڈپٹی نذیر احمد مرحوم دہلوی کی تمام تصنیفات ان کے پاس تھیں ۔ اور ہر کتاب کا بار بار انہوں نے مطالعہ کیا ۔ اپنی بچیوں کو توبۃ النصوح اور دوسری کتابیں پڑھائیں ۔ توبۃ النصوح میں نے خود بازار سے کبھی نہیں خریدی انہیں سے مستعار لے کر ایک دو مرتبہ پڑھی ۔ بڑی ہی مفید کتاب ہے ان کی خوبیوں کا کہاں تک ذکر کیا جائے ؎

ھی المسک ما کررتہ یتضوع

ان کا ذکر خیر تو مشک کی طرح ہے ۔ جس طرح اس کو جتنا گھسو خوشبو پھیلتی ہے ۔ ان کو عقیدت تھی حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے وصال کے بعد ان کی عقیدت حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی رح سے تھی ۔۔۔ المرء مع من احب ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے نہایت ہی خشوع و خضوع سے دعا ہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے جن مقبول و برگزیدہ بندوں سے ان کی روحانی عقیدت تھی ان کی روح پاک کو عالم ارواح میں ان کے ساتھ یکجا کر دے کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔۔۔

الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف ۔ وما تناکر منہا اختلف وکما قال اللہ تبارک و تعالیٰ

الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات

ارواح طاہرہ نقیہ و بریہ کو مناسبت ہوتی ہے ارواح طاہرہ نقیہ بریہ کے ساتھ ۔ پاک روح سے ہی انس و محبت رکھتی ہے ۔ پاک روح اللہ تبارک و تعالیٰ مرحومہ و مغفورہ والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کو اعلیٰ علیین میں ان اتقیاء و ابرار اور صلحاء کے ساتھ ملحق فرمائے آمین ۔

رب ارحمہما کما ربیانی صغیراً ۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب ۔ وصل اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیراً کثیرا

تمام اعزہ و احباب کرام سے سلام مسنون عرض کر دیں ۔۔۔ والسلام مع الاکرام

۲۴ رجب ۱۳۸۳ھ　۱۰ دسمبر ۱۹۶۳ء
(یوم الثلاثاء)

بقیہ: مجلس ذکر صہ۴ سے آگے

بڑھے گا ۔

رمضان المبارک میں مجلس ذکر منعقد نہیں ہوتی مگر جیسا کہ آپ ہر مجلس ذکر میں دیکھتے ہیں ۔ چاروں تسبیحوں پر کچھ زیادہ وقت تو نہیں لگتا ۔ ہمارے اکابر کے ہاں ہر روز نمازِ مغرب کے بعد ذکر ہوتا تھا ۔ اگر آپ کو بھی شوق ہو تو آپ تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے گھروں میں ذکر جاری رکھ سکتے ہیں ۔ ذکر ہی ہمارے ساتھ جائے گا ۔ قرآن، روزہ حج، زکوٰۃ اور نماز عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچانے کا باعث بنیں گے ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں صحیح معنوں میں سچا اصلی اور کھرا مسلمان بن کر دنیا میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ ہمیں مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی والے دین پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ جس طرح تیرھویں صدی والوں نے دین کی امانت ہم چودھویں صدی والوں کو پہنچائی ہے ہمیں یہ امانت پندرھویں کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم خدا کے ہاں جواب دہی سے بچ جائیں ۔ ہر طرح دین کی خدمت کیجئے ۔ سفر میں حضر میں ہر جگہ دین کی تبلیغ کیجئے ۔ اور ذکر کے ساتھ ساتھ معاملات کی صفائی کی بھی کوشش کیجئے ۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

قبول اسلام ۱ جمعۃ المبارک ۔ مسماۃ حاکم بی بی زوجہ صادق نے معہ اپنے چاروں بچے جاوید، بشریٰ، ریحانہ، رخسانہ کے نہر والی مسجد مغلپورہ گنج لاہور کے خطیب مولانا عبدالحی صاحب عابد کے ہاتھ پر قبول اسلام کر لیا ہے اور عیسائیت سے توبہ کر لی ہے استقامت کی دعا فرماویں ۔ محمد ایوب

(مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)

سید الاتقیاء اسوۃ الصلحاء مہاجر مدنی حضرت مولانا حبیب اللہ مدظلہ العالی کا

مکتوبِ حبیب

۲۴ رجب ۱۳۸۳ھ ۔۔۱۰ دسمبر ۶۳ء یوم الثلاثاء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی :۔
اَمَّا بَعْدُ!

حضرت المکرم جناب ماموں جان ڈاکٹر عبدالقوی صاحب لقمان زید مجدکم
سلام مسنون ۔ مزاج اقدس ۔۔

حبیب اللہ از المدینۃ المنورہ فضلاً من اللہ ونعمۃ بخیر و عافیۃ وصحۃ و سلامتہ ۔ اور ہر طرح سے خوش وخرم ہوں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ رحمت الٰہی سے یقینی توقع ہے کہ انشاء اللہ العزیز آپ سب حضرات بھی میری ہی طرح مع الخیر ہوں گے

یوم الاربعاء ۱۸ رجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۶۳ء کو حضرت والا کا مکرمت نامہ محررہ ۱۰ رجب ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۶۳ء باعث سرفرازی ہوکر کاشف حالات ہوا۔

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے جس پر اللہ رب العالمین ۔ مالک الکائنات شاہد عدل ہے ای شیء اکبر شہادۃ ۔ قل اللہ۔ مرحومہ ومغفورہ علیا حضرت آیۃ رحمت والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی حیات طیبہ میں ایک بہترین اسوۂ حسنہ اور قدوۂ صالحہ ہم پسماندگان کے لئے بطور ترکہ اور میراث کے چھوڑا ہے ۔ مرحومہ حسب ذیل خمسہ او سبعہ اوصاف حسنہ سے بتوفیق اللہ موصوف تھیں

۱ کانت تعبد اللہ طویلا ۲ وترتل القرآن ترتیلا ۳ وتسبح اللہ بکرۃً واصیلاً ۴ وکانت تشکر علی نعماء اللہ شکراً جزیلا ۵ وکانت تصبر علی بلاء اللہ صبراً جمیلا ۶ تذکر اللہ ذکراً کثیرا ۷ وکانت تقنع علی عطاء اللہ

مرحومہ کی کبھی تہجد کی نماز فوت نہیں ہوئی تھی ۔ بلاناغہ ہر رات باقاعدہ اول نماز تہجد ، نماز فجر اور سنت فجر کے درمیان گیارہ مرتبہ سورۂ مزمل ۔ اور گیارہ سو مرتبہ یا مغنی ۔ بعد نماز فجر ۔ پانچ سیپارے ۔ سات سپارے تلاوت قرآن مجید ۔ دن کو بارہ ہزار مرتبہ یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع ۔۔ علاوہ ازیں بعد صلوٰۃ الخمس المفروضہ ثلاثا وثلثین مرۃ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ ثلاثا وثلاثین مرۃ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ وثلاثا وثلاثین مرۃ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ وتمام المائۃ بلا الٰہ الا اللہ ۔ علاوہ ازیں ذکر قلبی ، اور بھی بہت سے معمولات تھے جن میں وہ مشغول رہتی تھیں ۔ جن کی تفصیل میں نے کبھی دریافت نہیں کی تھی ۔ مرحومہ سورۃ والضحیٰ کی بہت بڑی عامل کامل تھیں ۔ اس کی برکات کا تجربہ گھر کے سب افراد کو علی قدر ماینبغی ہے ان کا یہ عمل بڑا با اثر تھا۔

صَدق العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ، ونحن علی ذلک من الشاہدین ۔ من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیٰوۃ طیبۃ ۔ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون ہ (سورۃ النحل ۹۰ پارہ ۱۴)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے اور اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حق ۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا ومن اصدق من اللہ قیلا۔

یا ابن آدم تفرغ لعبادتی املأ قلبک غنیً ۔ وطمانیۃً ، ویدیک رزقاً وجسمک راحۃ
اے آدم کے بیٹے سب بیکار کاموں کو چھوڑ کر میری عبادت میں ہی مشغول ہو جا ۔ میں تجھ پر تین انعام فرماؤنگا ۔ دل میں طمانیت اور نور سکینت اور اور دل میں تونگری اور قناعت

من قنع بالقلیل استغنیٰ ۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ لیس الغنی عن کثرۃ العرض ۔ انما الغنی غنی النفس ۔ او کما قال وصدق الشیخ مصلح الدین سعدی الشیرازی ؎

تونگری بدل است نہ بمال

ہر وقت ہاتھ میں رزق ، بدن اور جان آسودہ کوئی رنج وغم نہیں ۔ کثرت اشتغال بالعبادات کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم سب بہن بھائیوں نے ، اور سب متعلقین نے تمام عمر اس کا علیٰ مشاہدہ کیا ۔ کہ ہماری مرحومہ ومغفورہ والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کو اللہ نے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں ۔ ان کو یہ درجات العلیٰ تقرب الی اللہ کے حاصل تھے ۔ بلاشک ان کی وفات حسرت آیات سے ہم پسماندگاں کو نقصان عظیم پہنچا ۔۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ہ
اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھَا وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھَا ۔ آمین اب سوائے صبر جمیل کے اور کوئی چارہ نہیں ۔

وان کان کل شیء بقضاء اللہ و قدر اللہ ، وارادت اللہ حقا ۔ فالفزع لماذا لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم واللہ لا یحب کل مختال فخور ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حکیم ہے وفعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ

اللہ تبارک وتعالےٰ کے ہر فعل پر الثناء الجمیل ہی وظیفۂ عبد ہے لہ الحمد فِی الاولی والآخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون ہ

آخر میں ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فعل پر اس کی مدح وثنا وتعریف کرتے ہیں ۔۔ الحمد لِلّٰہِ الذی سترھا بجلوسکم علی قبرھا ۔ وما ھتک سترھا بجلوسھا علی قبورکم ۔

تمام تعریف اس پاک ذات کی ہے جس نے اس کبیرۃ السن بڑھیا کی پردہ پوشی فرمائی اس کے بھائی اور نوجوان بیٹوں سے ۔ اس کے بھائی اور اس کے نوجوان بیٹوں کے ہاتھ اس کی قبر پہ دعاء مغفرت کے لئے اٹھ رہے ہیں

اللہ تبارک وتعالےٰ نے اس بڑھاپے کبر سنی اور عجز وضعف میں اس کی پردہ دری نہیں فرمائی کہ وہ اپنے بھائی اور نوجوان بیٹوں کی قبر پر بیٹھ کر دعا کرتی تو کس قدر اس کا دل دکھتا اور مجروح ہوتا اور اس بڑھاپے میں کتنی بے پردگی ہوتی ۔ الحمد للہ رب العالمین ۔ حرم النبوی الشریف میں اذان عصر ہو رہی ہے اس لئے ختم کرتا ہوں ۔۔ اختتام پر اتنا عرض کرتا

باقی بر صفحہ ۱۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور یجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ / ستمبر ۱۹۵۶ء